ماہنامہ عرفات

ذوالقعدۃ ۱۴۲۷ھ مطابق دسمبر 2006ء

فقہ القرآن والحدیث

قرآن وسنت کی روشنی میں ''تحفظ خواتین بل کا تجزیہ''

مولانا مفتی منیب الرحمٰن

''قرآن کو گانے کے لہجے میں پڑھنا کیسا ہے؟'' دارالافتاء

مولانا مفتی عبدالعلیم سیالوی

پاکستان کا نظام غیر اسلامی ہے

چودھری رحمت علی

چند عربی ڈکشنریوں کی تاریخ وتعارف

مولانا محبوب احمد شرقپوری

قیام پاکستان علماء ومشائخ کرام کی شاندار خدمات

پروفیسر غلام سرور رانا

تصوف کی ضرورت واہمیت

علامہ رشید احمد مرتضائی

ادارہ عرفات، جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور

29+28 نیک مجلس ص

بیادگار صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز

رجسٹرڈ ایل آر ایل نمبر ۱۷۱

رکن کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

ماہنامہ عرفات لاہور

زیر ظل عاطفت
مفتی محمد حسین نعیمی
قدس سرہ

بمطابق ذوالقعدۃ ۱۴۲۷ھ
دسمبر 2006ء

جلد 48/ شمارہ 12

مدیر اعلیٰ
ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی الازہری

مشیر قانون
غلام محی الدین خان
(ایڈووکیٹ ہائیکورٹ)

مجلس ادارت
- مولانا غلام نصیر الدین چشتی
- مولانا محمد عارف نعیمی
- مولانا محمد راغب نعیمی
- مولانا محبوب احمد شرقپوری
- حافظ غلام علی اعوان

مجلس معاونین
- علامہ رشید احمد مرتضائی
- حافظ محمد رمضان فاروقی
- فیاض رضوی + افتخار حسین
- فاروق احمد

سرورق: محمد ارشد جاوید رضا قادری
کمپوزنگ: محمد ارشد جاوید رضا قادری
0300-4445345

قیمت فی شمارہ 10 روپے
سالانہ 120 روپے

خط و کتابت کیلئے: محمد ارشد جاوید رضا قادری دفتر ماہنامہ عرفات جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور
042-6309614,6306592
www.jamianaeemia.org
monthlyarfat@hotmail.com
monthlyarfat@yahoo.com

ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی نے باہتمام محمد یعقوب پرنٹر و پبلشر زحمایت اسلام پریس لاہور سے چھپوا کر جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور سے شائع کیا۔

Scanned with CamScanner

آئینہ عرفات

اسلام میں حُرِیَّت (آزادی) کا مفہوم

مولانا غلام نصیر الدین نصیر

آزادی افکار سے ہے انکی تباہی
رکھتے نہیں جو فکر وتدبر کا سلیقہ
ہو فکر اگر خام تو آزادی افکار
انسان کو حیوان بنانے کا طریقہ
(ضرب کلیم)

شریعت اسلامیہ کی نصوص اپنے اصول اور فروع کے اختلاف کی بناء پر ایسے اصول اور اساسی قواعد کی طرف رجوع کرتی ہیں جن کو ''علم الاصول'' نے کتاب وسنت سے تخریج کیا ہے۔ علم الاصول کے قرآن وحدیث سے کشید کردہ یہ شرعی اصول وقواعد وہ شان رکھتے ہیں کہ جس کی بنیاد پر ہم پورے عالم کے (غیر مسلم) عالموں کے وضع کردہ قوانین پر بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

جب تتبع تحقیق اور تجسس کرنے والا شخص مسلم ہو یا نا مسلم ان تمام نصوص شرعیہ کا جو اسلام میں معاملات، عقوبات اور اخلاقیات کے باب میں شخصی آزادی کی شان اور حق میں وارد ہیں احاطہ کرتا ہے اور ان سب کا ایک زاویہ اور طریق سے گہری نظر سے مطالعہ کرتا اور ان کو ملا کر دیکھتا ہے تو ان تمام نصوص کا نچوڑ، خلاصہ اور لب لباب وہ ہے جس کو ذیل کی یہ عبارت الم نشرح کرتی ہے۔

''لقد ولد الناس کل الناس أحراراً، وحریتهم فی الحیاة مکفولة ومقیدة بالشرع فی کل شیئی''

(بے شک تمام انسان پیدا ہوتے ہیں تو آزاد پیدا ہوتے ہیں پھر زندگی میں بعض قیود اور شرائط کے ساتھ تمام امور میں شریعت اسلامیہ ہر انسان (بلکہ ہر ذی روح) کی آزادی کی ضامن اور کفیل ہے۔''

لیکن اگر یہ آزادی متصادم ہو حق کے ساتھ یا خیر و بھلائی کے ساتھ، (عام ازیں کہ یہ

خیر و بھلائی فرد کی بھلائی ہو یا ایک خاندان کی بھلائی ہو یا پورے معاشرے اور سوسائٹی کی بھلائی ہو) یہ شخصی اور انفرادی آزادی موقوف ہو جاتی ہے اور رک جاتی ہے۔ جہاں سے دوسرے کی آزادی شروع ہوتی ہے۔ اور ایسی آزادی کو حق اور خیر کی حدود کے پاس اپنا دامن سمیٹنا اور حدود میں مقید ہونا پڑے گا یہ وہ فلسفہ ہے اسلام میں حریت اور آزادی کا، اور فرق واضح ہے اسلام میں آزادی وحریت کے مفہوم کے درمیان اور مغرب کی آزادی کے مفہوم کے درمیان یورپ حریت کی تعریف اور تحدید میں (اپنے وضع کردہ) قانون پر بھروسہ کرتا ہے ان کے ہاں حریت کے استفادہ کیلئے قوانین کی فروعات مختلف ہیں جن کیلئے کوئی ایسا جامع اصول (اور یونیورسل لاء) نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔

جبکہ اس کے برخلاف اسلام کو دیکھیں تو اس نے آزادی اور حریت کے جامع اصول مقرر کر دیے ہیں اور پھر آزادی کو آزاد نہیں چھوڑ دیا بلکہ اگر حریت شخصیہ، حق یا خیر کے ساتھ (یہ خیر اور بھلائی عام ہے کہ ایک فرد کی ہو یا ایک کنبے کی ہو، کسی خاص معاشرہ کی ہو یا عام انسانی سوسائٹی کی ہو) تصادم اور مزاحمت کی شکل اختیار کرے اور اس سے ٹکرا جائے تو اسلام نے اس مصادمہ اور ٹکراؤ کو سبب قرار دیا ہے اس کی تقیید کا اور ایسی آزادی کو لگام دینا اور اسے نتھ ڈال کر رکھنا معتبر سمجھا ہے۔

مشكلة الفوضى الأخلاقية

اخلاقی بے راہ روی اور آوارگی کا مسئلہ:

آزادی اور حریت کو اگر اصول وضوابط اور حدود وقیود کے بغیر چھوڑ دیا جائے تو ظاہر ہے اس سے لاقانونیت، انتشار، انارکزم، بدنظمی اور آوارگی ایسی قباحتیں جنم لیں گے یہی وجہ ہے کہ جب ہم عملی میدان میں مغربی اقوام کے قوانین کو دیکھتے ہیں ان میں اخلاقیات کے باب میں جو آزادی کا مفہوم اور اس کی حد بیان کی گئی ہے وہ اپنے تمام تر عموم وشمول کے ساتھ اسلام میں جو آزادی اور حریت کا مفہوم ہے اس سے یکسر مختلف ہے اب ہم دو چار مثالوں کے ذریعے اہل مغرب کے ہاں کی آزادی کے اور اسلام کے یہاں کی آزادی کے مصداق اور مفہوم کے درمیان تقابلی جائزہ کے طور پر فرق واضح کرینگے۔ مثلاً۔۔

(۱) زنا تمام ادیان میں اور تمام عقول سلیمہ حکیمہ کے نزدیک گھٹیا اور قبیح چیز ہے اور اس کے

نقصان دہ اور مضر ہونے کا بھی کسی کو انکار نہیں لیکن اہل یورپ اور مغرب والوں کے نزدیک آزادی کے مفہوم میں زنا ممنوع نہیں ہے سوائے اس کے کہ ان کے قوانین جن چند مخصوص صورتوں میں زنا کو ممنوع قرار دیں وہاں منع ہے ورنہ ان کا قانون زنا کی بھی اجازت دیتا ہے مغربی قوانین ماسوائے تین احوال کے زنا کو منع نہیں کرتے وہ تین احوال یہ ہیں۔

(۱) عورت شادی شدہ ہو۔
(۲) لڑکی کم سن ہو اور اس عمل سے قاصر ہو۔
(۳) زنا بالجبر کیا جائے۔

باقی ان تین صورتوں کے علاوہ اجنبی عورتوں کے ساتھ خفیہ اور چھپ کر زنا کرنے اور عورتوں کے ساتھ لہو ولعب، کھیل کود، بوس وکنار اور بغل گیر ہونا سب کچھ کرنے کی اجازت ہے چاہے یہ افعال شاہراہ عام یا ساحل سمندر، پارکوں اور پبلک مقامات پر ہی کیوں نہ ہوں مغربی اور یورپین قانون اس کی اباحت کا قائل ہے اور اس کی حمایت کرتا ہے۔

☆ لیکن اسلام کے نزدیک خود آزادی اور حریت ہی کا یہ مقتضیٰ ہے کہ زنا مطلق منع اور حرام ہو۔ کیونکہ اوّلاً تو اس لیے کہ یہ حق کے خلاف ہے کیونکہ جو عورت زنا اور بدکاری کا ارتکاب کرتی ہے وہ اپنے باپ کو، اپنی بہنوں کو، اپنے بھائیوں کو سخت ذہنی اذیت اور تکلیف پہنچانے کا باعث بنتی ہے اور ان کو ذلت ورسوائی سے دوچار کر دیتی ہے۔ اور اس کی بہنوں کو دوسرا نقصان یہ بھی پہنچتا ہے کہ پھر کوئی شریف آدمی اس بدنام گھر کی طرف رشتہ کیلئے رُخ نہیں کرتا اس طرح اس کی بہنوں کا حق مارا جاتا ہے جس کا سبب یہ زانیہ بنتی ہے۔

ثانیاً اس لئے کہ یہ خیر کی ضد ہے اور جس عورت کے ساتھ زنا کیا جائے گا اس کی شخصیت مجروح ہوگی دوسرا زندگی میں اس کا مستقبل تباہ وبرباد ہوگا اور تیسرا اس سے معاشرہ کی بدنامی ہے جب حرام کے بچے پھینکے جائیں گے اور پھر خود ان پھینکے جانے والے بچوں کو بھی زنا کی وجہ سے اذیتوں اور تکلیفوں میں مبتلا ہونا پڑا کہ نہ ان کا نسب محفوظ نہ ان کی تعلیم وتربیت اور نہ ان کا کوئی والی نہ گھر بار نہ وراثت وغیرہ۔ اور ملک پر بوجھ۔

عورتوں کی آزادی کے نتائج:

اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ زنا نہ کرو بلکہ یہ فرمایا کہ زنا کے قریب بھی مت جاؤ یعنی کوئی ایسا کام نہ کرو جو زنا کا محرک ہو اور زنا کا باعث اور سبب بنے مثلاً اجنبی عورتوں سے تعلق پیدا کرنا، ان سے خلوت میں ملاقات کرنا ان سے ہنسی اور دل لگی کی باتیں کرنا اور ان سے ہاتھ ملانا اور بوس و کنار کرنا مغربی تہذیب میں یہ تمام امور عام ہیں اور زندگی کے معمولات میں داخل ہیں اسی وجہ سے وہاں زنا بھی عام ہے، ساحل سمندر پر، پارکوں میں یہ سب ہوتا رہتا ہے اور آئے دن سڑکوں پر ناجائز بچے ملتے رہتے ہیں جس طرح ہمارے کوئی کثیر الاولاد ہوتا ہے اسی طرح ان کے ہاں کوئی شخص کثیر الولدیت ولا اب ہوتا ہے اور لوگ فخر سے بیان کرتے ہیں کہ میں محبت کی پیداوار ہوں، اسلام نے اسی بندش کیلئے عورتوں کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا اور عورتوں اور مردوں کے آزادانہ میل جول کو سختی سے روکا ہے مخالفین اسلام کہتے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو گھروں میں قید کر دیا ہے (ان کی آزادی کو سلب کر لیا ہے) میں کہتا ہوں کہ عورتوں کا گھر میں مقید رہنا اس سے بہتر ہے کہ وہ محض جانوروں کی طرح ہوس پوری کرنے کا آلہ بن جائیں اور آزادی کے نام پر آوارگی کا شکار ہو جائیں۔

فساد قلب ونظر ہے فرنگ کی تہذیب
کہ روح اس مدنیت کی رہ نہ سکی عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید
ضمیر پاک وخیال بلند وذوق لطیف

حرمت زنا کی وجوہ:

استاد یم حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں کہ زنا کا فعل حسب ذیل مفاسد اور خرابیوں پر مشتمل ہے۔

(۱) زنا سے نسب مختلط اور مشتبہ ہو جاتا ہے اور انسان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ زانیہ سے جو بچہ پیدا ہوا ہے وہ اس کے نطفہ سے ہے یا کسی اور کے نطفہ سے ہے، اس لیے اس کے دل میں اس بچہ کی پرورش کی کوئی امنگ ہوتی ہے نہ کوئی جذبہ ہوتا ہے اور نہ وہ اس کے نگہداشت کرتا ہے، جس کے

نتیجہ میں وہ بچہ ضائع ہو جاتا ہے، اس سے نسل منقطع ہوتی ہے اور عالم کا نظام فاسد ہو جاتا ہے۔

(۲) جو عورت زنا کرتی ہے وہ کسی ایک مرد کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتی اس کے پاس کئی مرد آتے ہیں، پھر بعض اوقات ان کی وجہ سے قتل و غارت تک نوبت آ جاتی ہے۔

(۳) جو عورت زنا کاری میں مشغول ہوتی ہے اور اس کی عادی بن جاتی ہے اس سے ہر سلیم الطبع شخص متنفر ہوتا ہے اور وہ نکاح کرنے کی اہل نہیں رہتی معاشرہ میں اس کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

(۴) اگر زنا عام ہو جائے تو نہ مرد کسی عورت کے ساتھ مخصوص ہوگا اور نہ عورت کسی مرد کے ساتھ مخصوص ہوگی، ہر مرد ہر عورت سے اور ہر عورت ہر مرد سے اپنی خواہش پوری کر سکے گا اس وقت انسانوں میں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہے گا، کوئی کسی کا باپ ہوگا نہ کوئی کسی کا بیٹا ہوگا قرابت داری اور رشتہ داری کا تصور ختم ہو جائے گا۔

(۵) عورت صرف اس لئے نہیں ہوتی کہ اس کے ساتھ جنسی عمل کیا جائے بلکہ وہ گرہستی کی تعمیر میں مرد کی شریک کار ہوتی ہے، کھانے پینے، پہننے اور رہنے کے مسائل میں مرد کے دوش بدوش ہوتی ہے، عائلی اور خانگی ذمہ داریوں کو پورا کرتی ہے، بچوں کی تربیت کرتی ہے اور یہ اس وقت ہو سکتا ہے جب وہ نکاح کے ذریعہ صرف ایک مرد کے ساتھ مخصوص ہو اور باقی مردوں سے منقطع ہو اور یہ مقصود اسی وقت پورا ہوگا جب زنا کو حرام کر دیا جائے اور اس باب کو بالکلیہ بند کر دیا جائے۔

(۶) جنسی عمل بہت شرمناک فعل ہے اس لئے یہ عمل اس جگہ اور اس وقت کیا جاتا ہے جس جگہ اور جس وقت کوئی دیکھنے والا نہ ہو، لوگ اس کا کھل کر ذکر نہیں کرتے اگر فروغ نسل کا اس سے تعلق نہ ہوتا تو اس کو شروع نہ کیا جاتا ایک عورت صرف ایک مرد کے ساتھ مخصوص ہوگی تو یہ عمل کم ہوگا اور زنا کی صورت میں یہ عمل زیادہ ہوگا اس وجہ سے بھی زنا ممنوع اور حرام ہونا چاہیے۔

(۷) منکوحہ کا اس کا خاوند ذمہ دار ہوتا ہے وہ اس کو روٹی، کپڑا اور مکان دینے کا پابند ہوتا ہے اور اس کی ضروریات کا کفیل ہوتا ہے اور اس کی بیوی اس کی دکھ سکھ کی ساتھی ہوتی ہے اس کے بچوں کی ماں ہوتی ہے، شوہر مر جائے تو اس کے ترکہ کی وارث ہوتی ہے اس کا مستقبل محفوظ ہوتا

ہے اس کے برخلاف زانیہ کے ساتھ صرف وقتی اور عارضی تعلق ہوتا ہے، اس کے کھانے، کپڑے اور رہنے کا کوئی کفیل ہوتا ہے نہ ذمہ ہوتا ہے اسے اپنے مستقبل کا کوئی تحفظ حاصل نہیں ہوتا۔

(۸) بعض مردوں کو پوشیدہ بیماریاں ہوتی ہیں اور جن عورتوں کے پاس وہ جاتے ہیں ان عورتوں کو ان مردوں سے وہ بیماریاں لگ جاتی ہیں پھر ان عورتوں سے دوسرے مردوں میں وہ بیماریاں پھیلتی ہیں، یوں زنا کے ذریعہ آتشک، سوزاک اور ایڈز ایسی مہلک بیماریاں معاشرہ میں پھیل جاتی ہیں۔

یہ آٹھ ایسی خرابیاں ہیں کہ ان میں سے ہر وجہ زنا کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے۔

(تبیان القرآن جلد ششم ص ۷۰۹، ۷۰۸، فرید بکسٹال اردو بازار لاہور ۲)

دوسری مثال:

میسر اور جوا ہے: جو تمام ادیان سماویہ میں اور تمام عقول سلیمہ اور حکیمہ کے نزدیک قبیح چیز ہے لیکن جو امغربی حریت کے مفہوم میں بعض اعتبار سے مباح ہے اور اس کی اجازت ہے کیونکہ اہل مغرب کا قانون جوے اور قمار کو مطلق منع نہیں کرتا بلکہ قانون دولت کے بعض موارد سے احیاناً اس کی حمایت بھی ہوا کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف اسلام میں حریت اور آزادی کے مفہوم میں جوا اور میسر علی الاطلاق ممنوع ہے۔ اس لئے کہ یہ حق کی اور خیر کی ضد ہے یعنی ناحق اور شر ہے اگر یہ بدیہی بات سمجھنے میں دقت پیش آئے کہ جوا اور قمار جب کا سب اور خاسر جیتنے اور ہارنے والے دونوں شخصوں کی باہم رضامندی سے کھیلا جاتا ہے تو پھر یہ حق کے خلاف کیسے ہو گیا تو پھر اتنی بات تو بہر حال بدیہی ہے ناں کہ یہ فرد کی شخصی بھلائی کے خلاف ہے کیونکہ قمار و میسر جواری اور جواباز کو کنگال اور نادار کر دیتا ہے اس کے اعضاء کو شل کر کے رکھ دیتا ہے اور بسا اوقات اس کو خودکشی کرنے پر مجبور کر دیتا ہے اور وہ اپنی جان تک سے (ہینڈ واش کرتا ہے) ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔

دوسرا یہ کہ جوا جوائے باز کے خاندان کی خانہ بربادی کا بھی سبب بنتا ہے جس کی کفالت کا جوا اس کے کندھوں پر ہوتا ہے لیکن یہ لچر جوا کھیل کر ہار کر اپنے اہل و عیال کی عائلی ذمہ داریوں کا آئل بھی نچڑوا آتا ہے اور اس کے بیوی بچے جن کی زندگی کا قیام اس کے مال پر تھا وہ

اس سے محروم ہو جاتے ہیں ایک اور وجہ سے یہ عوام کی بہتری اور بھلائی کے بھی خلاف ہے بلکہ میسر اور جوئے کو تو رکھیں ایک طرف اسراف و تبذیر اور بے وقوفی کے پہلو پہلے لیں۔ تو تمام ادیان سماویہ اور عقول حکیمہ اس پر متفق ہیں کہ جوا قبیح اور مہلک شئی ہے لیکن اہل مغرب کے نزدیک یہ چیز حریت کے مفہوم میں آتی ہے انکے نزدیک ہر انسان کیلئے یہ مباح ہے کہ وہ اپنا مال جس طرح چاہے اور جہاں چاہے خرچ کر سکتا ہے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے اس کے برخلاف آزادی کے مفہوم میں یہ جائز نہیں ہے کیونکہ فضول خرچ بے وقوف پر شرعاً حجر اور پابندی ہے کہ وہ اپنے مال کو برباد کرتا رہے اس کے مالی تصرفات کو روک دیا جاتا ہے۔ کیونکہ بے سمجھ آدمی کا اپنے مال کو فضول طریقہ سے خرچ کر ڈالنا ناحق اور باطل ہے کیونکہ اس سے اس شخص کی بیوی بچوں کی حق تلفی ہوتی ہے اور ان کا اپنے حقوق سے محروم ہونا لازم آتا ہے۔ نیز اس سے جہاں خاص طور پر خود فضول خرچ شخص کا ذاتی نقصان اور خسارہ ہوتا ہے اور وہ ذلت و خواری برداشت کرتا ہے وہیں خسارہ عام بھی ہے کہ اس کا خاندان اور ورثاء بھی مال سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لیے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

(ولا تؤتو السفهاء أموالكم التى جعل الله لكم قيامًا)

(النساء۔۵)

ترجمہ۔ اور تم اپنے مالوں کو نادان کے حوالے نہ کرو جن مالوں پر تمہارے کاروبار کا دارومدار اور قیام رکھا ہے۔

بلکہ اسلام حریت اور آزادی کے مفہوم میں عملی طور پر اس سے بھی بہت آگے تک گیا ہے اسلام میں تو کسی شخص کیلئے یہ بھی جائز نہیں رکھا گیا کہ وہ اپنے پورے کے پورے مال کو خیر اور نیکی کی راہ میں خرچ کر ڈالے بلکہ نیکی کے راستے میں بھی اپنا تمام مال دینے پر شرعاً پابندی ہے کیونکہ اس سے اولاد کی حق تلفی ہو گی اور بیوی بچوں کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کے حقوق پامال ہوتے ہیں شریعت مطہرہ تہائی حصہ مال سے زیادہ میں وصیت کرنے کی اجازت نہیں دیتی ہے اگر کسی نے تہائی حصہ سے زیادہ کی وصیت کر دی ہے تو اس پر عمل درآمد روک دیا جائے گا اور زائد مال وارثوں کا حصہ قرار پائے گا۔۔۔ اور قرآن مجید **(مما رزقنا هم ينفقون)** کی آیت

کریمہ سے بھی یہ امر واضح ہوتا ہے۔

تیسری مثال:

شراب نوشی اور دوسرے نشے ہیں:

نشہ ہر آسمانی دین میں اور تمام عقول سلیمہ اور اذہان حکیمہ کے نزدیک قبیح اور بُری شئی ہے۔اس کا نقصان دہ اور گھٹیا اور رذیل ہونا ہر عقل سلیم رکھنے والے کے نزدیک مسلم ہے۔مگر اہل مغرب کے نزدیک مفہوم حریت میں نشہ ہر قسم کی شراب اور مے نوشی مباح ہے صرف مخذ رات مثلاً ہیروئن وغیرہ کا نشہ کرنا ممنوع ہے حالانکہ ان دونوں قسم کے نشوں کی علت ایک ہی ہے اور وہ فرد، خاندان اور معاشرہ کی صحت کی بربادی اور اخلاق کی تباہی ہے۔

لیکن اس کے برخلاف اسلام میں حریت اور آزادی کے مفہوم میں تمام شرابیں جو نشہ آور ہوں اور عقل پر پردہ ڈال دیں اسی طرح مخذ رات اور نشہ آور کیپسول، گولیاں اور انجکشن جو اعضا اور قویٰ کو معطل ساکن اور سُن کر دیں سب ممنوع ہیں جب نشہ کیلئے ان کو استعمال کیا جائے کیونکہ یہ حق کی ضد ہے اور اس کے خلاف ہے اور اس سے اولاد کے حقوق پر زد پڑتی ہے کیونکہ کسی آدمی کا جسم اور اس کی عقل تنہا اسی کی ملک نہیں ہے ان دونوں میں اس کی ان اولاد کا بھی حق ہے اگر باپ نشہ کرنے والا ہے تو اولاد کو موروثی طور پر ناقص ومخبول عقل اور بیمار دل ودماغ ورثے میں منتقل ہوگا اسی طرح ان دونوں میں قبیلہ اور خاندان کا حق ہے انہیں گھر کا سربراہ، عقلمند، سعادت منداور مال واسباب کو صحیح محل میں صرف کرنے والا اور اس کا حفاظت کرنے والا چاہیے غرض کہ شریعت اسلامیہ میں چرس، گانجھا، ہیروئن، بھنگ، افیون، پیتھی ڈین اور مارفیا کے انجکشن، ریکٹی ون کیپسول، مینڈ ریکس ٹیبلٹس، راکٹ یہ سب بھی ممنوع ہیں اور شرابیں بھی ممنوع اور حرام ہیں اسلام کہتا ہے کہ جو نشہ بھی تمہاری مت ماردے اس کے قریب مت جاؤ۔

بلکہ شریعت اسلامیہ میں ہر اس چیز کا یہی حکم ہے جو کسی انسان کو شخصی اور ذاتی طور پر نقصان اور اذیت وتکلیف پہنچانے کا سبب ہو یا اس سے کسی خاندان یا معاشرہ کو تکلیف پہنچے بلکہ انسان تو ایک طرف رہا کسی جانور تک کو بھی اگر کسی کے کسی فعل سے تکلیف پہنچتی ہو تو اسلام کے

نزدیک وہ فعل بھی حرام اور ممنوع ہے اگرچہ جدید مغربی قوانین میں جانوروں کے ساتھ رحم اور نرمی کرنے کے قوانین بنائے گئے ہیں، لیکن اسلام نے اس سے بہت پہلے جانوروں کے ساتھ نرمی کرنے اور ان پر رحم کرنے کے قوانین اور اصول مقرر کر دیے تھے بلکہ مغربی قوانین اسلامی قوانین کے مقابلہ میں بہت ناقص اور ستم والے ہیں کیونکہ مغربی قوانین ایک طرف تو حیوانات پر رحم کرنے کو کہتے ہیں اور دوسری طرف جانوروں کے ساتھ طرح طرح کی سختی اور سنگ دلی کی اباحت کے بھی قائل ہیں اور شخصی آزادی اور حریت فکر کے نام پر اس کو مباح بھی قرار دیتے ہیں، محض لھوولعب اور دل بہلانے کی خاطر مغربی قانون حیوانات پر ظلم کرنے کی آزادانہ اجازت دیتا ہے جیسے مثلاً بیلوں کو باہم بھڑانا، مرغوں کو لڑانا جبکہ اسلام نے حیوان کے ساتھ ہر نوع کی بے رحمی اور سنگ دلی کو مطلق ممنوع قرار دیا ہے بلکہ جانوروں کو بھوکا پیاسا رکھنے اور ان سے طاقت سے زیادہ کام کاج لینے پر سخت وعیدیں شرع میں آئی ہیں علی ھذ القیاس خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر وہ کام جس کو انسان آزادی اور حریت کے نام پر کرتا ہے اگر وہ حق کے منافی ہے اور اس میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے یا اس سے دوسروں کو ضرر اور نقصان پہنچتا ہو اسلام ایسی آزادی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا اور دوسروں کو تکلیف پہنچا کر آزادی حاصل کرنا اور آزادی منانا گناہ ہے۔

قرآن وسنت کی روشنی میں ''تحفظ خواتین بل'' کا تجزیہ

مفتی منیب الرحمٰن (صدر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کی پارلیمنٹ نے جو تحفظ خواتین بل 2006ء منظور کیا ہے، وہ اپنے مقاصد، مابعد مرتب ہونے والے اثرات ونتائج اور متن کے اعتبار سے قرآن وسنت اور مقاصد شریعت کے منافی ہے۔ چونکہ آئین پارلیمنٹ کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ قانون سازی قرآن وسنت کے مطابق ہو، لہٰذا یہ اصولی طور پر آئین کے بھی منافی ہے اور قراردادِ مقاصد کے بھی منافی ہے، جسے آئین کا مؤثر حصہ قرار دیا جاچکا ہے۔

ہماری رائے میں جو اُمور قرآن وسنت اور مقاصد شریعت کے منافی ہیں، وہ یہ ہیں۔

۱) قرآن وسنت کی رُو سے زنا ایک سنگین جرم ہے، اس کا مفہوم ہر شخص کے ذہن میں واضح ہے، لیکن قانونی تقاضوں کی تکمیل کیلئے اس کی باقاعدہ قانونی اور شرعی تعریف کردی گئی ہے اور یہ جرم اگر شرعی معیار (یعنی چار عینی گواہ یا مجرم کا اعترافِ جرم) کے مطابق ثابت ہوجائے تو ''موجب حد'' ہے اور اس پر حد شرعی نافذ ہوگی، جو غیر شادی شدہ کیلئے سو کوڑے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ:۔ زانیہ عورت اور زانی مرد میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر (حقیقت میں) ایمان لاتے ہو، تو تمہیں اللہ کے دین کی خاطر ان دونوں پر (حد شرعی نافذ کرنے میں) کسی نرمی (ورعایت) کا برتاؤ نہیں کرنا چاہیے'' (سورۃ النور۔ آیت ۲)

اور شادی شدہ کیلئے اس فعل خبیث کی سزا رجم (سنگسار کرنا) ہے۔ رجم کی سزا سورۃ المائدہ: ۴۳ سے اشارۃ النص کے طور پر اور احادیث مبارکہ سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ رجم ۵۳ احادیث مرفوعہ، ۱۱۴ احادیث مرسلہ، ۱۴ آثار تابعین اور ۵ فتاوائے تابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، جو حد تواتر کو پہنچ جاتا ہے، چنانچہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ۔

''ایک مسلمان شادی شدہ شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہاں پر اس نے اعترافی بیان دیا کہ اس نے زنا کیا ہے، پھر اس نے چار بار اپنے اوپر اقرار جرم کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا کہ اسے رجم (سنگسار) کردیا جائے''۱

(صحیح بخاری، کتاب الحدود جلد۔۴، ص۲۵۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ہم اختصار کے پیش نظر تمام احادیث مبارکہ درج نہیں کر رہے۔

اور اس حد کے کے بارے میں قرآن وسنت میں زنا بالرضا اور زنا بالجبر (RAPE) کی کوئی تقسیم نہیں ہے، بلکہ فرق صرف یہ ہوگا کہ زنا بالرضا میں فریقین پر حد جاری ہوگی، اور زنا بالجبر کی صورت میں، وہ فریق جس کا مجبور کردیا جانا پایہ ثبوت کو پہنچ جائے، اُسے باعزت بری کردیا جائے گا۔ لہٰذا جہاں تک اس الزام کا تعلق ہے کہ مزنیہ بالجبر (RAPED VICTIM) کو بھی حدود آرڈیننس کے تحت زنا کا مجرم گردانا جاتا تھا، یہ صریح بہتان اور کذب وافتراء ہے، حدود آرڈیننس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے البتہ جبر کو عدالت میں ثابت کرنا ہوگا۔ خود رسول اللہ ﷺ کے سامنے جب زنا بالجبر کا مقدمہ پیش ہوا، تو آپ نے ''مزنیہ بالجبر'' (RAPED VICTIM) کو باعزت بری کردیا، ہم اختصار کی بنا پر حدیث درج نہیں کر رہے۔

جبکہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ ''تحفظ خواتین بل'' میں زنا بالجبر کو حد سے نکال کر تعزیرات پاکستان کے تحت محض ایک تعزیری جرم قرار دے دیا گیا ہے۔ یہ امر پارلیمنٹ میں پیش کردہ بل میں ایکٹ نمبر 45، بابت 1860ء میں نئی دفعہ کی شمولیت کے تحت دفعہ نمبر 376، بعنوان ''بالجبر کیلئے سزا'' میں موجود ہے، جو یہ ہے۔

''جو کوئی زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے، اسے سزائے موت یا کسی ایک قسم کی سزائے قید، جو کم سے کم پانچ سال یا زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک ہوسکتی ہے اور جرمانے کی سزا کا بھی مستوجب ہوگا'' (بحوالہ روزنامہ جنگ، جمعرات ۱۶ نومبر ۲۰۰۶ء)

مذکورہ بالا سزا، قرآن وسنت کے صریح منافی ہے، کیونکہ اس میں زنا بالجبر کی سزا، سزائے موت یا پانچ سے پچیس سال کی قید بمع جرمانہ رکھی گئی ہے، جبکہ قرآن وسنت میں ''زنا بالجبر'' اگر شرعی معیار کے مطابق ثابت ہوجائے، تو اس کی سزا شادی شدہ کیلئے متعین طور پر رجم ہے۔

(ملاحظہ ہو، سنن ترمذی، جلد ۲، ص ۱۲۴، رقم الحدیث ۔ ۱۴۵۴ دار الکتب العلمیہ، بیروت) اور غیر شادی شدہ کیلئے سو کوڑے ہیں (ملاحظہ ہو، سورۃ النور ۲) اس سلسلے میں قرآن وسنت کے حوالے سے ہم اپنے موقف کو شروع میں ثابت کر چکے ہیں۔ زنا بالجبر کو مطلقا حد سے نکال دینا، قرآن وسنت کا صریح انکار ہے۔

جو لوگ یہ پروپیگنڈہ کر رہے تھے کہ زنا بالجبر شدید ترین جرم ہے لہٰذا اس کی سزا بھی شدید ترین اور عبرت ناک ہونی چاہئے۔ انہوں نے اس موجودہ پاس کردہ بل میں یہ سزا، سزائے موت یا پانچ تا پچیس سال قید بمع جرمانہ رکھ کر اسے جج کی صوابدید پر چھوڑ دیا ہے، یعنی اگر جج چاہے تو زنا بالجبر کے سنگین جرم کے مرتکب شخص کو صرف پانچ سال قید اور جرمانہ کی سزا دیکر بری کر دے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود سے کھلی بغاوت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ ''اور جو اللہ تعالیٰ کی حدود سے آگے بڑھے) یعنی مخالفت کرے) تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (سورۃ البقرہ۔ آیت نمبر ۲۲۹)''۔ جب قانون میں زنا بالجبر کی سزا میں لچک رکھ دی گئی ہے، اور اسے جج کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے، تو دراصل یہ بااثر لوگوں کیلئے ایک رعایت کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

پارلیمنٹ کے منظور کردہ اس بل میں زنا بالجبر کے سنگین جرم کے مرتکب شخص سے جرمانہ وصول کرنے کا ذکر بھی سطور بالا میں درج ہے، جو کہ قرآن وسنت کی صریح مخالفت ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت خالد الجہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں۔

''ایک شخص نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں، اس کا فریق مخالف کھڑا ہوا اور یہ شخص، پہلے شخص سے زیادہ سمجھ دار تھا، کہنے لگا کہ اس نے سچ کہا، ہمارے مابین کتاب اللہ کی روشنی میں فیصلہ فرمائیں اور مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت عطا فرمائیں، حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' کہو، تو فریق ثانی نے کہا کہ میرا بیٹا اس کے اہل خانہ میں مزدوری کرتا تھا اور اس نے اس کی بیوی سے زنا کر لیا، تو میں نے اس کے فدیہ کے طور پر ان کو سو بکریاں اور ایک غلام دیا، پھر میں نے اہل علم سے پوچھا، تو انہوں نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑوں کی سزا

اور ایک سال کیلئے جلاوطنی ہے، اور اس کی بیوی پر سنگسار کرنے کی سزا ہے۔ پس حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا'' مجھے قسم ہے اس ذات اقدس کی کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، میں ضرور تمہارے درمیان کتاب اللہ کی روشنی ہی میں فیصلہ کروں گا، سو بکریاں اور غلام تجھے واپس کر دیئے جائیں گے اور تیرے بیٹے پر سو کوڑوں کی سزا اور جلاوطنی لازم ہے، (پھر آپ نے ایک قریب بیٹھے صحابی سے فرمایا) اے اُنیس! صبح کو اس عورت کے پاس جاؤ اور اس سے پوچھو، اگر وہ اعتراف جرم کرے تو اسے رجم کر دو، (راوی کہتا ہے کہ) اس عورت نے اعتراف جرم کر لیا، اور اسے رجم کر دیا گیا'' (صحیح بخاری شریف، کتاب الحدود، جلد نمبر ۴، صفحہ نمبر ۲۶۴، رقم الحدیث ۶۸۶۰ ۔ ۶۸۵۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت) اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ زنا ''موجب حد'' میں جسمانی سزا ہے، مالی جرمانہ نہیں۔

۲) قرآن وسنت کی روشنی میں حدِ زنا کے قیام کیلئے چار عینی گواہوں یا قرار واعتراف کا پایا جانا ضروری ہے، جبکہ پارلیمنٹ کے منظور کردہ خواتین بل میں زنا بالجبر کی سزا میں عینی گواہی کو قطعا نظر انداز کر دیا گیا ہے، اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کی دفعہ 376 کے متعلق ٹیبل نمبر ۴ میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، یہ قرآن وسنت اور اسلام سے کھلی بغاوت ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

ترجمہ: ''اور جس نے غیر اسلامی قانون چاہا تو (وہ) اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۸۵)''۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱) ترجمہ ''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام) کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ کافر ہیں'' (سورۃ المائدہ ۔ ۴۴)''۔

۲) ترجمہ ''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ ظالم ہیں، (سورۃ المائدہ ۔ ۴۵)''

۳) ترجمہ ''اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے (احکام کے موافق فیصلہ نہ کریں سو وہی لوگ فاسق ہیں، (سورۃ المائدہ ۔ ۴۷)''

ان آیات کریمہ کے مخاطب حکمران ہیں، کیوں کہ احکام الٰہی کو نافذ کرنا، فرد کی نہیں، اہل اقتدار کی ذمہ داری ہے، چنانچہ ان آیات مبارکہ میں اُن حکمرانوں کو جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں، بالترتیب کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔ یعنی جو حکمران تساہل کی وجہ سے اللہ کے احکام کو نافذ نہ کریں، وہ فاسق ہیں اور جو تمرد اور سرکشی کے سبب اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ نہ کریں، وہ ظالم ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کے احکام کا سرے سے انکار کردیں، وہ کافر ہیں۔

۳) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل کی ترمیم نمبر ۱۴ میں آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ اور ۷ کو حذف کیا گیا ہے، چنانچہ منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۴ میں واضح طور پر موجود ہے کہ ''زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعات ۶ اور ۷ کو حذف کردیا جائیگا۔

(بحوالہ روزنامہ جنگ، ہفتہ ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء)

اس ترمیم کے مطابق آرڈیننس نمبر ۷، ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ کو کلی طور پر منسوخ کردیا گیا ہے، حالانکہ آرڈیننس ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۶ میں زنا بالجبر کیلئے درج ذیل سزائیں مقرر کی گئی تھیں۔

(الف) اگر مرد یا عورت محصن (یعنی شادی شدہ) ہے تو اس کو کسی جائے عام پر رجم (سنگسار) کرکے ہلاک کردیا جائے گا۔

(ب) اگر مرد یا عورت محصن نہیں ہے (یعنی غیر شادی شدہ ہے) تو جائے عام پر کوڑوں کی سزا، جس کی تعداد 100 کوڑے ہوگی، دی جائے گی۔ اور کوئی دیگر سزا، جس میں سزائے موت بھی شامل ہے، دی جائے گی، جو کہ عدالت حالات مقدمہ کے مدنظر مناسب سمجھے، (یعنی الف اور ب) کو پڑھنے کے بعد ایک باشعور انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اس دفعہ کو کلی طور پر منسوخ کرنے کا مقصد اس دفعہ میں موجود حدود الٰہی کو ختم کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

۴) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں زنا بالرضا ''موجب حد'' کو قابل دست اندازی پولیس جرم سے خارج کردیا گیا ہے۔ اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کے ٹیبل نمبر ۸ میں دیکھا جاسکتا ہے۔ زنا بالرضا کو قابل دست اندازی پولیس جرم سے خارج کرنے کے معنی یہ

ہیں کہ ملزم کو پکڑ کر عدالت میں لانا، گواہوں کو پکڑ کر عدالت میں پیش کرنا اور موقع پر موجود قرائن وشواہد کو جمع کرنے کی ذمہ داری سے حکومت دست بردار ہوگئی ہے اور مستغیث پر یہ ذمہ داری ڈال دی گئی ہے۔ یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ وہ مقدمات جو براہ راست جج کی عدالت میں دائر ہوتے ہیں، ہفتوں اور مہینوں ان کی سماعت کی نوبت نہیں آتی اور اس دوران میں قرائن وواقعات کی شہادت (CIRCUMSTANCIAL EVIDENCE) تلف ہو جائے گی اور کسی بھی درجے میں ثبوت جرم کیلئے کچھ نہیں بچے گا۔

۵) پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل میں زنا بالرضا کی سزا، محصن (یعنی شادی شدہ) ہونے کی صورت میں موت تک سنگسار کرنا اور اگر محصن نہ ہو تو ایک سو کوڑوں تک کی سزا رکھی گئی ہے۔ اس امر کو قومی اسمبلی میں منظور کردہ بل کے ٹیبل نمبر ۸ میں دیکھا جاسکتا ہے، ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ قرآن وسنت کی رو سے غیر شادی شدہ زانی کیلئے متعین سزا، سو کوڑے ہے، جبکہ بل میں موجود غیر شادی شدہ کی سزا، سو کوڑے نہیں، بلکہ سو کوڑے تک بیان کی گئی ہے، جس سے یہ بات واضح ہے کہ جج سو کوڑوں سے کم کی سزا بھی دے سکتا ہے، مثلاً، پچاس کوڑے مار کر باعزت بری کردیا جائے، یہ قرآنی حکم میں صریح تحریف ہے۔

۶) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظ خواتین بل میں آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ ۳ کو حذف کیا گیا ہے، اس امر کو قومی اسمبلی کے منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۲ میں دیکھا جاسکتا ہے، جو یہ ہے۔ ''زنا کے جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء (آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء) کی دفعہ ۳ کو حذف کردیا جائیگا'' (روزنامہ جنگ، ۱۸ نومبر، ۲۰۰۶ء)

مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۳، کہ جس کو کلی طور پر حذف کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔ ''آرڈیننس دیگر قوانین پر غالب ہوگا یعنی آرڈیننس ہذا کے احکام کسی دیگر نافذ الوقت میں درج کسی امر کے باوصف موثر ہونگے، (نیو اسلامک لاز، ۱۹۷۹ء ص ۵۵، منصور بک ہاؤس، لاہور)

یہ دفعہ ۳، کہ جس کو حذف کردیا گیا ہے، اس کے سبب حدود آرڈیننس کو ان جرائم سے متعلق دوسرے کسی بھی قانون پر بالادستی (EFFECT OVER RIDING) دی گئی تھی،

اس کو ختم کر دیا ہے، جس کے نتیجے میں حدود الٰہی کی قانونی حیثیت (LEGAL STATUS) عام تعزیزی قوانین کے برابر ہو جائیگی۔علماء کمیٹی نے یہ بھی مشورہ دیا تھا کہ مجوزہ بل میں مندرجہ ذیل دفعہ شامل کر دی جائے:

''اس قانون کی تعبیر و تشریح سے متعلق کسی بھی دوسرے قانون کے مقابلے میں قرآن وسنت کو بالادستی حاصل ہوگی'' اسے شامل نہیں کیا گیا۔

۷) پارلیمنٹ کے منظور کردہ تحفظِ خواتین بل میں آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء کی دفعہ میں لفظِ ''جائز'' کو حذف کیا گیا ہے، اس امر کو پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کی ترمیم نمبر ۱۳ میں دیکھا جا سکتا ہے، جو یہ ہے۔''زنا کا جرم (نفاذ حدود) آرڈیننس ۱۹۷۹ء) (آرڈیننس نمبر ۷ مجریہ ۱۹۷۹ء) میں دفعہ ۴ میں لفظِ ''جائز طور پر'' اور مذکورہ دفعہ کے آخر میں تشریح حذف کر دیا جائیگا۔

(روزنامہ جنگ، بروز ہفتہ، ۱۸ نومبر ۲۰۰۶ء)

حدود آرڈیننس کی مذکورہ دفعہ میں لفظِ شادی کے ساتھ لفظ جائز ہے اور اس مقام پر جائز شادی سے مراد وہ نکاح ہے جو شرعی تقاضوں کے مطابق ہو۔جب اس سے لفظِ جائز کو ختم کر دیا جائے گا، تو مطلق دعوائے نکاح ہی سزا سے بچنے کیلئے کافی ہوگا، چاہے وہ دعوائے نکاح شریعت کے معیار کے مطابق جائز ثابت نہ ہو، زبانی دعویٰ یا جعلی کاغذی کاروائی کی بنا پر بھی مجرم چھوٹ جائے گا۔

۸) پارلیمنٹ کے منظور کردہ خواتین بل میں موجود ایکٹ ۴۵، بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعہ کی شمولیت کے تحت دفعہ ۳۷۵، بعنوان زنا بالجبر کی شق پنجم میں یہ درج ہے کہ ''اس کی رضامندی سے یا اس کے بغیر، جبکہ وہ سولہ ۱۶ سال سے کم عمر کی ہو۔

(بحوالہ: روزنامہ جنگ، بروز جمعرات، ۱۶ نومبر ۲۰۰۶ء)

مذکورہ دفعہ کے تحت سولہ برس سے کم عمر (مثلاً، پندرہ ۱۵ سال ۱۱ ماہ، ۲۹ دن) کی عاقلہ بالغہ خاتون کے ساتھ اس کی رضامندی سے زنا کیا گیا ہو، تو مرد تو زنا بالجبر (RAPE) کا مرتکب قرار دے کر سزا دی جائے گی اور اپنی مرضی سے زنا کرنے والی عاقلہ بالغہ عورت کو ارتکاب وثبوتِ

جرم کے باوجود باعزت بری کر دیا جائے گا اور وہ سزا سے مکمل طور پر محفوظ رہے گی، یہ قرآن وسنت اور شریعت کی صریح خلاف ورزی ہے اور اس سے فحاشی کو فروغ ملے گا، یہ وہی قانونی پوزیشن ہے جو اس وقت امریکہ اور یورپ میں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

ترجمہ: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی (قائم کردہ) حدود سے تجاوز کرے، تو اللہ تعالیٰ اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا، جس میں (وہ) ہمیشہ رہے گا اور اس کیلئے ذلت کا عذاب ہے''، (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۴)۔

۹) حدود آرڈیننس کے تحت اگر کسی شخص کے خلاف زنا ''موجب حد'' کا الزام ہو اور مقدمے میں حد کی شرائط پوری نہ ہوں، لیکن فی الجملہ جرم ثابت ہو جائے تو اسے دفعہ ۱۰ (۳) کے تحت تعزیری سزا دی جا سکتی تھی، لیکن منظور کردہ بل کی رُو سے ضابطہ فوجداری میں دفعہ C ۲۰۳ کا جو اضافہ کیا گیا ہے، اس کی شق نمبر ۶ میں یہ لکھ دیا گیا ہے کہ جو زنا ''موجب حد'' کے الزام سے بری ہو گیا ہو، اس کے خلاف فحاشی کا کوئی مقدمہ درج نہیں کرایا جا سکتا۔اس سے یہ بات واضح ہے کہ کسی شخص کے خلاف عورت نے زنا بالجبر کا الزام عائد کیا ہو اور جبر کے ثبوت میں کوئی شک رہ جائے تو ملزم بری ہو جائے گا اور اس کے خلاف فحاشی کی دفعہ کے تحت بھی کوئی کاروائی نہیں کی جا سکے گی۔

''اب یہاں یہ بات تو ثابت ہے کہ جرم ہوا ہے، اور مستغیثہ نے پولیس کے پاس زنا بالجبر (RAPE) کے مقدمے کا اندراج کرایا ہے، لیکن جبر ثابت نہیں ہو سکا، اس کی وجوہ دو ہو سکتی ہیں:

(۱) مجرم با اثر تھا اور اس نے موقع اور قرائن کی شہادتوں کو اپنی طاقت واثر سے تلف کر دیا، ضائع کرا دیا، پولیس نے با اثر شخص کے خوف سے حقائق کو تلف کر دیا یا چھپا دیا یا مجرم اتنا جابر اور طاقت ور ہے کہ اس کے خوف سے کوئی گواہ عدالت میں گواہی دینے کی ہمت ہی نہیں کر سکتا، لہٰذا مندرجہ بالا شق کی رُو سے وہ زنا بالجبر کے الزام سے تو باعزت بری ہو جائے گا اور پھر اس کے خلاف فحاشی کا مقدمہ بھی درج نہیں ہو سکے گا تاکہ اسے قطعاً کوئی سزا نہ مل سکے، ہماری پارلیمنٹ

کے فاضل ممبران کی اس دانش مندی سے عورت کو "مثالی تحفظ" ملے گا، کسی نے سچ کہا ہے۔ ع

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

(۲) ابتداء جرم تو باہمی رضا مندی سے ہوا تھا لیکن عزت بچانے کیلئے RAPE کا دعویٰ کر دیا، اب چونکہ عورت کو ہر قسم کی سزا سے بچانا مقصود ہے، لہٰذا اس کی خاطر مرد کو بھی باعزت بری کر دیا گیا اور فحاشی (LEWDNESS) کے الزام میں جو کم تر سزا مجرمین کو مل سکتی تھی، اس قانون نے اس کے امکانات کو ختم کر دیا۔ اب اس سے فحاشی کو فروغ ملے گا۔

۱۰) قذف آرڈیننس کی دفعہ ۱۴ میں قرآن کریم کے بیان کئے ہوئے لعان، یعنی اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگائے اور چار گواہ پیش نہ کر سکے تو عورت کے مطالبے پر اسے لعان کی کاروائی میں قسمیں کھانی ہوں گی اور میاں بیوی کی قسموں کے بعد ان کے درمیان نکاح فسخ کر دیا جائیگا۔ قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر شوہر لعان کی کاروائی سے انکار کرے تو اسے اس وقت تک حراست میں رکھا جائے گا، جب تک وہ لعان پر آمادہ نہ ہو، منظور کردہ بل میں یہ حصہ حذف کر دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر شوہر لعان پر آمادہ نہ ہو تو عورت بے بسی سے لٹکی رہے گی۔ نہ ہی اپنی بے گناہی لعان کے ذریعے ثابت کر سکے گی، اور نہ نکاح فسخ کرا سکے گی۔

یہ دفعہ اس لئے شامل کی گئی کہ سیکولر فلسفہ قانون میں کسی شخص کو کسی جرم کے اقرار یا انکار پر مجبور نہیں کیا جا سکتا، وہ عدالت کو کسی سوال کے جواب میں نہ "ہاں" اور نہ ہی "نہ" بلکہ کہہ دے کہ NO COMMENTS تو عدالت اسے کچھ نہیں کہے گی، اس سیکولر فلسفہء قانون کو اسلام کے قانون لعان پر بالادستی (EFFECT OVER RIDING) بالادستی عطا کر دی گئی ہے۔

نیز قذف آرڈیننس میں کہا گیا ہے کہ اگر لعان کی کاروائی کے دوران عورت زنا کا اعتراف کر لے تو اس پر زنا کی سزا جاری ہوگی۔ منظور کردہ بل میں یہ حصہ بھی حذف کر دیا گیا ہے کہ۔ حالانکہ اعتراف کر لینے کے بعد سزائے زنا کے جاری نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں، جبکہ لعان کی کاروائی عورت کے مطالبے پر ہی شروع ہوتی ہے، اور اسے اعتراف کرنے پر کوئی مجبور نہیں کرتا۔

تحفظ خواتین بل کے اثرات ونتائج

۱۔ اگر یہ بل تمام مراحل طے کر کے خدانخواستہ قانون کا درجہ حاصل کر لیتا ہے، تو اسے "قانون تحفظ خواتین" کے بجائے "قانون برائے فروغِ فحاشی" کا نام دینا زیادہ مناسب ہوگا۔

۲۔ عملاً پاکستان قرآن وسنت کے صریح احکام اور پاکیزہ سماجی اقدار کے ماحول سے نکل کر مغرب کے بے غیرتی اور بے حمیتی اور فروغ فحاشی کے ماحول میں چلا جائے گا۔

۳۔ جب قانون، زنا اور فحاشی کو روکنے میں ناکام رہے گا، بلکہ قانون کا علامتی خوف بھی اُٹھ جائے گا، تو پاکستان میں "کاروکاری"، "غیرت کے نام پر قتل" اور ماوراء عدالت انتقامی کاروائیوں کو فروغ ملے گا، کیونکہ پاکستانی معاشرہ بالعموم اور مسلمان بالخصوص اس بے غیرتی کو ہضم نہیں کر پائیں گے۔

۴۔ غیر شادی شدہ جوڑے، مغرب کی طرح اکٹھے رہنا چاہیں یا ہوٹل میں کمرہ بک کر کے سیاہ کاری کرنا چاہیں تو انہیں قانون کا کوئی ڈر نہیں رہے گا۔

۵۔ صدر امریکا جارج واکر بش اور وزیر اعظم برطانیہ ٹونی بلیئر نے برملا اس قانون کی تحسین کی ہے، اسے روشن خیالی، آزادروی اور جدت پسندی کا مظہر قرار دیا ہے۔

ہم آپ سے گذارش کرتے ہیں کہ ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ جس قانون کی تعریف وتحسین یہود ونصاریٰ کریں، امت مسلمہ پر ہر سو آگ برسانے والے بش اور ٹونی بلیئر کریں، کیا وہ قرآن وسنت کے مطابق ہو سکتا ہے؟ ان کی تحسین اس امر کی دلیل ہے کہ یہ مقاصد کفر کو پورا کر رہا ہے اور اس کے برعکس دین کا درد رکھنے والے تمام مسلمان اور علماء غمزدہ ہیں، رنجیدہ ہیں اور اس کے خلاف سراپا احتجاج ہیں۔

ہماری رائے میں پارلیمنٹ کے منظور کردہ بل کو "تحفظ خواتین بل" کا نام دینا صریح مذاق ہے، اس میں خواتین کو غیر محفوظ تو کر دیا گیا ہے، ان کو تحفظ عطا نہیں کیا گیا، یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی کالے حبشی کا نام "شمس الزمان" یا "نور الزمان" رکھ دیں۔

ایک ٹیکنیکل اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ ۱۹۷۳ء کا دستور اسلامی ہے، اس پر علماء نے دستخط کئے ہیں اور کوئی اعتراض نہیں کیا، جب کہ حدود آرڈیننس ۱۹۷۹ء میں آیا ہے، تو اس کا جواب یہ

ہے کہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں دو واضح تحدیدات (BINDINGS) تھیں:

۱۔ یہ کہ قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا۔

۲۔ یہ کہ تمام موجودہ قوانین کو دس سال کے اندر اسلام کے مطابق ڈھال لیا جائے گا۔

تو اگر ۱۹۷۳ء کے آئین پر لفظا اور معناً عمل کیا گیا ہوتا، تو بھی ۱۹۸۳ء سے پہلے پہلے قوانین حدود اور قوانین قصاص اس کا نافذ کرنا لازمی، قانونی تقاضا تھا۔

علماء کی تجاویز

تحفظ خواتین بل کیلئے ہم حکومت کو جو تجاویز پیش کی تھیں، وہ یہ ہیں: کہ

۱۔ خواتین کو وراثت سے محروم کرنے کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے، جاگیردار معاشرے میں اگر کسی خاتون کیلئے خاندان کے اندر متوازی رشتہ موجود نہ ہو تو اس کی ''قرآن سے شادی'' کردی جاتی ہے اور ہمیشہ کیلئے اسے غیر شادی شدہ رہنے پر مجبور کردیا جاتا ہے، تاکہ اس کے ذریعے وراثت خاندان سے باہر نہ جائے۔

۲۔ یہ کہ عاقلہ بالغہ عورت کی، اس کی مرضی کے خلاف جبرا شادی کرانے کو تعزیری جرم قرار دیا جائے۔

۴۔ یہ کہ ایک وقت میں تین طلاق (طلاق مغلظہ) دینے کو تعزیری جرم قرار دیا جائے تاکہ اس کی حوصلہ شکنی ہو، اور اس سلسلے میں شوہر کے ساتھ وثیقہ نویس، اوتھ کمشنر، نوٹری پبلک اور گواہوں کو بھی شریک جرم سمجھا جائے۔

۵۔ یہ کہ ونی کی رسم کو تعزیزی جرم قرار دیا جائے جس میں قصاص کے مالی بدل کے طور پر قاتل کے خاندان کی چھوٹی بچیوں کا نکاح مقتول کے خاندان کے مردوں سے کردیا جاتا ہے اور بعض اوقات عمروں میں بے انتہا تفاوت ہوتا ہے، اس سے اسلام اور پاکستان کی بدنامی ہوتی ہے۔

۶۔ کاروکاری، غیرت کے نام پر قتل اور ماورائے عدالت قتل ودیگر جرائم کا خاتمہ مقصود ہے، تو قانون میں متاثرین جرائم اور مظلومین کو تحفظ دیا جائے، عدل کو یقینی بنایا جائے اور قانون کی حکمرانی قائم کی جائے، ورنہ محض وعظ وتذکیر یا اسمبلیوں میں تقاریر سے ان جرائم کو روکا نہیں جاسکے

گا اور موجودہ قانون نے ان جرائم کے امکانات میں اضافہ کردیا ہے۔

نوٹ: پارلیمنٹ کے منظور کردہ قانون کے بارے میں ہماری یہ رائے خالص دینی اصولوں پر مبنی ہے، اس سے سیاست کا کوئی تعلق نہیں ہے، نہ ہی ہماری کسی جماعت سے سیاسی وابستگی اور نہ ہی حال یا مستقبل میں کوئی سیاسی مقاصد ہیں۔ کوئی دلائل کی بنیاد پر ہماری کسی رائے سے اختلاف کرے تو یہ اس کا حق ہے، لیکن جس طرح ہر شعبہ زندگی میں اس شعبے کے ماہرین رائے دینے کا حق رکھتے ہیں اور انہی کی رائے کو قابل توجہ سمجھا جاتا ہے، اسی طرح دین کو اتنا مظلوم نہ بنادیا جائے کہ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کے ماہرانہ علم کے بغیر ہر شخص اسلام پر اتھارٹی بننے کا دعویٰ کرے اور اپنی رائے کو حرف آخر سمجھے۔

دارالافتاء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے وقت کے فیچر ''سرراہے'' پر تبصرہ

قرآن پاک کو گانے کے لہجے میں پڑھنا کیسا ہے؟

12 نومبر بروز اتوار کے نوائے وقت کے فیچر ''سرراہے'' کے تبصرہ کے ضمن میں پڑھ کر ایک خبر ملی کہ نیو یارک کے کسی ہوٹل میں پاکستانی وزارت ثقافت وسیاحت کے زیر اہتمام محفل موسیقی کا اہتمام وانعقاد ہوا اور محفل کا آغاز باقاعدہ قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جسے گائیکی کے لب ولہجہ اور سازندوں کی معاونت سے سامعین کیلئے پیش کیا گیا۔ پاکستانی تہذیب وتمدن کے اظہار کیلئے طائفہ کے ساتھ بھارتی کلچر کی نمائندگی ان کے ڈانسروں کو بلا کر کی گئی۔

ردعمل میں جو مسلمان وہاں موجود تھے قرآن مجید کو اس بیہودہ انداز میں پیش کئے جانے پر غیرت ایمانی کی وجہ سے اٹھ کر مجلس سے چل دیے۔ پاکستان کے وزیراعظم اور دیگر ارباب سبت وکشا جو وزیر اعظم کے ساتھ تھے بیٹھے رہے بلکہ داد دیتے رہے اور طائفہ ہند کی بھی تحسین کرتے رہے۔

ہمیں اس جز ثانی سے سروکار نہیں اس پر سرراہ کے محرر کی تحریر کافی ہے۔ مجھے جو بات عرض کرنی ہے کہ مفتی اعظم پاکستان جو حقوق نسواں کے بل کو کتاب سنت کے عین موافق قرار دینے پر پچھلے دنوں زور دیتے رہے۔ اور وزارت عظمیٰ کے ساتھ ساتھ منصبِ افتاء کے اعلیٰ عہدے پر ہونے کا اظہار فرماتے رہے کیا انہیں اسوقت یہ خیال نہ آیا کہ کتاب اللہ کو مذکورہ لب ولہجہ میں پڑھنا اور موسیقی کے اسلوب پر اس کتاب الٰہی کو پیش کرنا نہ صرف حرام بلکہ کفر ہے۔ صاحب اختیار ہوتے ہوئے اگر وہاں سے دوسرے مسلمانوں کی طرح بائیکاٹ نہ کر پائے تو

ایسی تلاوت سے روکنا ان کی ذمہ داری تھی۔ کتاب وسنت اور اقوال آئمہ اس بات پر شاہد ہیں کہ قرآن مجید کو اس طرح موسیقی کے ساتھ پڑھنا حرام اور کفر ہے۔

١ فتاویٰ عالمگیری جو چھ سو علماء کے بورڈ کا اتفاقی مجموعہ ہے اس کی جلد دوئم کے صفحہ ٣٦٧ پر ہے۔

واذا قرء ا القران علی ضرب الدف او القصیب فقد کفر۔

یعنی قرآن مجید کو دف بجا کر چھڑی پر چھڑی مار کر ساز کے ساتھ پڑھنا کفر ہے۔

٢ بحرالرائق جلد پنجم صفحہ ١٢٢ پر ابن نجیم علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

ویکفر قراء ۃ القرآن علی ضرب الدف او القصیب۔

ترجمہ۔ قرآن مجید کے دف پر اور چھڑیوں کی آواز کے ساز پر پڑھنے والے کو کافر قرار دیا جائیگا۔

اسی طرح ہمارے سبھی فقہاء عظام اسی اعتقاد کا اظہار فرماتے ہیں میں نے صرف ان عبارتوں کو بطور نمونہ نقل کیا ہے۔

قرآن مجید سے خود معلوم کرنے چلیں تو ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا ویستھزأبھا فلا تقعد وامعھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ۔

(القران الحکیم سورۃ نساء آیۃ نمبر 140)

ترجمہ: اور تحقیق اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر (یہ حکم) کتاب میں کہ جب تم سنو اللہ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جارہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جارہا ہے۔ ان کا تو مت بیٹھ (ان کفر اور استہزاء کرنے والوں) کے ساتھ (ضیاء القرآن جسٹس پیر محمد کرم شاہ صاحب)

سورۃ جاثیہ کی آیۃ نمبر 25 سورۃ احقاف کی آیۃ نمبر 29 میں بھی اسی مضمون کا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آیۃ طیبہ سورۃ نساء پر فاضل جسٹس قدوۃ العلماء پیر محمد کرم شاہ صاحب علیہ الرحمۃ ان اقوال کو جو انہوں نے اس پر تحریر فرمائے اس سے پہلی آیہ پر جسکی آیۃ نمبر 140 اور اصل تکمیل

ہے۔

ایک نظر ہو جائے پیر صاحب آیہ 139 کے زیرتحت تحریر فرماتے ہیں۔(پہلے ترجمہ ملاحظہ ہو) وہ منافق جو بناتے ہیں کافروں کو (اپنا) دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر۔کیا وہ تلاش کرتے ہیں ان کے پاس عزت؟ تو (وہ سن لیں) عزت تو صرف اللہ کے لیے ہے سب کی سب۔

(آپ لکھتے ہیں) منافقین کفار کے ساتھ محبت کی پینگیں اس لئے بڑھاتے تھے کہ وہ دیکھتے تھے کہ ان مسلمانوں کے پاس کیا رکھا ہے۔نہ دولت، نہ شوکت اور ہر لحہ دشمن کے حملوں کے سیلاب میں بہہ جانے کا خدشہ اور کافروں کے پاس دولت ثروت کے علاوہ قوت وشوکت بھی ہے ان سے روابط پیدا کر کے ہم عزت حاصل کر سکتے ہیں۔انہیں بتایا گیا یہ سب تمہاری خام خیالیاں ہیں۔عزت عطاء فرمانے والا اللہ تعالیٰ رب العزت ہے۔ابھی چند دنوں میں تمہیں پتہ چل جائیگا کہ کس کا آفتاب اقبال دنیا بھر کو منور کرتا ہے۔اور کن کے قدموں میں دولت لونڈی بن کر حاضر ہوتی ہے۔

لمحہ فکریہ ہے کہ کیا ایسی تلاوت قرآن مجید سے اسلام سے اپنی وابستگی کا اظہار مقصود تھا اگر تھا تو اسلام تو اسکی اجازت نہیں دیتا کہ شعار اسلامی کو لہو ولہب کے طور پر پیش کیا جائے۔اگر اسلامی ریاست کی قدروں سے روشناس کرانا پیش نظر تھا۔تو اغیار کی ثقافت کے اظہار کا ایسی مجلس میں کیا مطلب؟ کیا یہ بتانا مقصود تھا کہ اسلام میں بھی یہ سبھی گند موجود ہے۔

رہنے دیجئے یہ روشن خیالی اور علامہ اقبال علیہ الرحمہ کے نظریات کو پیش نظر رکھیں۔

ع خود تو بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں۔

ہم اس مادر گیتی کے رہنے والے ایسے عمل سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

وہ تمام احباب جنہوں نے قران مجید کا استہزا کیا توبہ کریں تجدید عہد ایمان کریں اور زینت محفل بن کر منع نہ کرنے والے یا بیزاری کا اظہار نہ کرنے والے بھی توبہ کریں تاکہ ایمان تو محفوظ ہو جائے جو سرمایہ آخرت ہے

خیر اندیش: مفتی محمد عبدالعلیم سیالوی شیخ الحدیث جامعہ نعیمیہ لاہور

از قلم رشید احمد مرتضائی

تصوف کی ضرورت اور اہمیت

حامداً ومصلیاً

سابقہ قسط میں احباب نے حضرت سیّدنا وامامنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصوف کے حوالہ سے حالات ملاحظہ فرمائے۔اُمید واثق ہے کہ قارئین وطالبین حق محظوظ ہوئے ہونگے۔کم ترین ان محبین کا تہہ دل سے شکر گزار ہے جنہوں نے بذریعہ فون اور خطوط پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔تصوف اور حیاۃ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سلسلہ میں پانچ قسطیں شائع ہونگی۔جن میں عاجز کی زیر تکمیل کتاب موسوم بہ "آئینہ تصوف میں عکس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین" تفصیلات پر مبنی ہوگی زیر نظر قسط حضرت سیدنا وسندنا ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات مقدسہ پر مشتمل ہے۔

تعارف حضرت سیدنا ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ :

ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی کنیت ہے۔نام میں اختلاف ہے۔عویمر بن عامر بعض کہتے ہیں عویمر بن قیس بن زید بعض کا قول ہے عویمر بن ثعلبہ بن عامر بن زید بن قیس بن اُمیہ بن مالک بن عامر بن عدی بن کعب بن الاخزرج قبیلہ خزرج سے تعلق رکھنے کی بناء پر ابوالدرداء الخزرجی والانصاری مشہور ہیں۔(۱)

"وقال الکلبی اسمہ عامر بن زید بن قیس بن عبسہ بن اُمیہ ھو مشھور بکنیہ ابو الدرداء ."(۲)

کلبی یوں کہتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم عامر بن زید بن قیس بن عبسہ بن اُمیہ ہے آپ اپنی کنیت ابودرداء سے مشہور ہیں۔آپ کی ذات کریمہ کو علماء وفقہائے متقدمین نے یوں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

عنھم الزاھد فی الامرة والسلطان . والتارک الولایه المدن والبلدان مائة سابع الاسلام والایمان . ھو متفکر فی المعرفة متذکر العالم وامق العباده

تارک التجارہ دوام علی العمل استبانا وواجب اشتیاقاً حضرت ابو الدرداء وکان من افاضل الصحابه وفقائهم وحکمائهم .

آپ امارت وبادشاہت کو چھوڑنے والے ۔ملکوں وشہروں کی حکومت ترک کرنے والے اسلام وایمان میں ایک سوساتویں فرد معرفت الٰہی میں متفکر ۔جید عالم دین بندگی کے شوقین ۔تجارت کے تارک ۔عمل صالح پر رضا مند لقاء الٰہی کے مشتاق فاضل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں فقیہہ ودانشمند صحابی رسول ﷺ ہیں۔

التصوف ذکر اللہ فی السرّاء والضراء

غمی اور خوشی میں ذکر الٰہی میں گم رہنا تصوف ہے۔

حضرت حبیب بن عبداللہ علیہ الرحمہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابودرداء سے جہاد پر جاتے ہوئے نصیحت کی درخواست کی تو آپ نے ارشاد فرمایا حالات کیسے بھی ہوں خوشی ہو یا غمی فتح ہو یا شکست ذکر الٰہی سے غفلت اختیار نہ کرنا۔دنیا کے مال ومتاع سے جو بھی تمہیں حاصل ہو اس کا انجام یاد رکھنا نیز یہ بھی سن لو ہر چیز جو مخلوق میں سے ہے اس کا انجام فنا ہے۔(۳)

التصوف حب الاخیار واتباع الحق فی تلقینهم .

پسندیدہ لوگوں کو اتباع حق کی تلقین کرنا تصوف ہے۔

حضرت حسان بن عطیہ سے مروی ہے کہ ابودرداء نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ جب تک تم اللہ کے پسندیدہ لوگوں کی مصاحبت اختیار کیے رکھو گے تب تک تم خیر سے ہمکنار رہو گے، وہ مقربین الٰہی حق کی تلقین کریں گے تو تم حق کو پہچان لو گے۔آپ نے فرمایا کہ انسان کی اچھی سوچ کی علامت یہ ہے کہ اس کا اٹھنا، بیٹھنا، نکلنا، داخل ہونا اہل معرفت سے ہو۔(۴)

مفتی عشق حبیب قیوم مولانائے روم نے کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا ۔ او نشیند در حضور اولیاء

جو کوئی چاہے کہ وہ خدا کا ہم نشین یعنی مقرب ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اولیاء کاملین کی بارگاہ میں حاضر ہو جائے ۔کیونکہ

صحبت صالح ترا صالح کند ۔صحبت طالح ترا طالح کند

صالحین کی حاضری تمہیں صالح بنادیگی بروں کی صحبت تمہیں برا بنادیگی۔

قرآن حکیم میں فرمان رب محمد ﷺ بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی (۵)

میرے (نیک) بندوں میں داخل ہو جا میری جنت میں داخل ہو۔

اسی طرح امام الانبیاء احمد مجتبیٰ ﷺ نے فرمایا ’’حلقہ ہائے اہل ذکر ریاض الجنۃ یعنی جنت کی کیاریاں ہیں۔الغرض کتنی ہی جید شہادتیں حضرت سیدنا ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی پشت پر موجود ہیں۔جو اس بات کی غمازی کرتی ہیں۔فاعتبروا یا اولی الابصار۔اے صاحبان عقل وخرد عبرت حاصل کرو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے مصاحبین کو تلقین کا ایک اور منظر بھی ملاحظہ فرمائیے۔

روی ایوب عن ابی قلابه ان ابا درداء مر علی رجل فقد اصاب ذنبا وکانوا یسبُّونه فقال أرئیتم لو وجدتموه فی قلیب الم تکونوا مستخرجیه؟ فقالوا بلٰی قال فلا تسبوا اخاکمْ واحمد والله الذی عافاکم قالوا أفلا نبغضه؟ قال انما ابغضوا عمله فاذاترکه فهو أخی" (٦)

ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک شخص سے گزرے جس سے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا۔لوگ اسے گالیاں بک رہے تھے تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ اسے (برائی) اپنے دلوں میں پاؤ تو کیا نہیں نکالو گے وہ بولے ہاں ضرور نکالیں گے۔تو آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو گالی نہ بکو بلکہ اس رب العالمین کا شکر ادا کرو جس نے تمہیں اس برائی سے بچایا۔وہ بولے کیا ہم اس سے غصہ نہ رکھیں۔آپ نے فرمایا اس کے برے عمل سے بغض رکھو پس جب وہ اسے چھوڑ دے تو وہ میرا بھائی ہے۔

پیارے صاحبو! مندرجہ بالا حقائق سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ کس قدر جامع نصیحت آموز اور آفاقی تعلیم اور تعظیم انسانیت کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ انسانیت کے درد ومحبت سے لبریز ہیں۔تعلیمات تصوف کا خمیر ہی درد ومحبت انسانی سے اٹھایا گیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کاملین کے ہاتھ میں تلوار، نیزہ یا ڈھال نظر نہیں

آتی نہ ہی ان کے دامن پر مسلم تو کجا کسی غیر مسلم کے خون کا دھبہ نظر آئیگا۔ بلکہ ان کی مجالس، محافل ومصاحبت میں نصائح، اخلاقیات، دعائے خیر، وعظ وارشاد کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا۔ گویا کہ ان کی زندگیاں حیاۃ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور حیاۃ انبیاء علیہم السلام کا نقش عین اور مظہر ہیں۔

التصوف ترک العاجل لفوز الاجل

اجل یعنی آخرت کی کامیابی کیلئے دنیا کو چھوڑنے کا نام تصوف ہے۔

حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم علیہ السلام مبعوث ہوئے تو میں تجارت کیا کرتا تھا۔ میری منشاء یہ تھی کہ نبی کریم علیہ السلام۔ مجھے عبادت کے ساتھ تجارت کی اجازت بھی فرمائیں گے۔ لیکن نبی کریم علیہ التحیۃ والثناء نے ایسا نہ کیا۔ پس میں نے تجارت چھوڑ دی خدا کی قسم اب میرا یہ حال ہے کہ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میری دکان مسجد کے قریب ہوا میں روزانہ چالیس دینار بچا کر راہ خدا میں خرچ کروں کسی نے پوچھا ایسا کیوں؟

آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ محض خدا کی خوف اور قیامت کے حساب کے ڈر سے۔ اس خوف سے کہ میرا شمار کہیں ان لوگوں میں نہ ہو جائے جنہیں خرید وفروخت ذکر الٰہی سے غافل کردے۔ اس آرزو میں کہ میرا شمار ان لوگوں میں ہو جنہیں متاع دنیا یاد الٰہی سے غافل نہ کرسکے۔(۷)

قارئین محترم! حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقویٰ، پرہیز گاری، خوف قیامت یقیناً امر الٰہی کی تفسیر مجسم، تصویر عین ہیں۔

رجال لا تلهيهم تجارة ولابيع عن ذكر الله (۸)

وہ لوگ جنہیں ان کی تجارت ونفع اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرسکا۔

حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ کے تناظر میں صوفیائے کاملین کے حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا حضرت سیدنا ابوہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا داؤد طائی، حضرت سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ، حضرت سیدنا علی ہجویری علیہم الرحمہ دیگر اولیائے کاملین کون سے کاروبار، تجارت، پیشے سے منسلک تھے۔ بلکہ حضرت سیدنا ابراہیم ادہم علیہ الرحمہ سمیت کتنے لوگ تاج وکلاہ، تخت وسیاہ، ملک ویمین کو پاؤں کی ٹھوکروں سے اڑا کر کلاہ تصوف کو زینت گلو کر کے رندان حق، میں شامل ہوئے، فقر ومستی کا تاج سر پر سجا کر وصل محبوب کی خاطر محلات کو چھوڑ کر جنگلات کو آباد کیا رضائے محبوب حقیقی کی خاطر شاہانہ خلعت ترک کر کے لباس فقیرانہ زیب تن کر کے اپنا تن من دھن قربان کرتے ہوئے یاد الٰہی میں یوں مگن ہو گئے کہ میری زندگی کا مقصد تیرے دیں کی سرفرازی کی تاریخ از سر نو رقم ہونے لگی، دیکھنا یہ ہے کہ صوفیائے کاملین کا کردار افعال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عکاس ہے کہ نہیں۔ یقیناً صاحبان عقل وخرد کیلئے کسی مفر ومقر کی گنجائش نہیں ہوگی۔

التصوف حب الحياة لعمدة الخصال

عمدہ خصلتوں کی بناء پر زندگی سے محبت کرنا تصوف ہے۔

حضرت عباس بن جلید الجبری سے مروی ہے کہ حضرت سیدنا ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر دنیا کی زندگی تین باتیں عمدہ نہ ہوتیں تو میں کبھی بھی اس سے محبت نہ کرتا۔

نمبر۱= اپنے خالق ومالک کے حضور دن رات سجدہ کرنے سے جو رونق میرے چہرے پر ہوتی ہے وہ قیامت کے دن کار آمد ہوگی۔

نمبر۲= دن کی پیاس جو حصول رضائے الٰہی کی خاطر برداشت کرنا پڑتی ہے جس کے عوض حوض کوثر کا وعدہ ہے۔

نمبر۳= ان لوگوں کی صحبت جن کی باتوں سے پکے ہوئے میوہ کی خوشبو اور مٹھاس ہو۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا کا ڈر یہ ہے کہ انسان تھوڑی سی خیر کو بھی نہ چھوڑے اور تھوڑی سی شر سے بھی نہ بچے نہ خیر کو حقیر سمجھے نہ شر کو حقیر جانے بلکہ خدائے واحد کے فرمان (۹)

فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ٥ ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره ٥

پس جو کوئی ذرہ بھر نیک عمل کریگا وہ بھی اس کو دیکھ لیگا۔ جو کوئی ذرہ بھر شر کریگا وہ بھی اس کو دیکھ لیگا۔

التصوف تحمل عبدالله الحمد مقالة الجاهل البليد.

اللہ جل شانہ کی تعریف کرنے والے بندہ کا کسی جاہل کند ذہن کی بات پر صبر کرنا تصوف ہے۔ حضرت سریح بن عبید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا اے قرآن پڑھنے والو کیا تم ہم سے زیادہ پاکباز ہو۔ تم کسی کو کچھ دینے میں بخل سے کام لیتے ہو۔ موٹے موٹے لقمے کھاتے ہو۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی جواب دیئے بغیر چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات پہنچی۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابودرداء سے تصدیق کی۔ حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ اسے معاف کرے ہم جو کچھ لوگوں سے سنتے ہیں اس پر غور نہیں کرتے۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے پاس گئے جو آپ سے اُلجھا تھا۔ اسے گلے سے پکڑا اور کھینچ کر آقائے نامدار حبیب کردگار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں لے آئے۔ باز پرس کی۔ وہ شخص بولا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو یوں ہی گپ شپ لگا رہے تھے اس موقعہ پر سورۃ توبہ کی آیہ مقدس نازل ہوئی۔

ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض ونلعب (۱۱)

اور اگر ان سے سوال کرو تو کہتے ہیں کہ ہم صرف گپ شپ (دل لگی) کرتے ہیں۔

پیارے صاحبو! سریح بن عبید کی روایت مذکورہ سے حضرت سیدنا ابی درداء کے حلم، تحمل، بردباری کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہی تحمل بردباری، صوفیائے کاملین کا خاصہ ہے اور تعلیمات تصوف کا بنیادی جز ہے۔ جہلاء کی باتوں سے اعراض کرنا۔ انہیں مسکرا کر ٹالنا، فراموش کرنا۔ محض صحابہ کرام کا عمل ان کی ذاتی سوچ کے مرہون منت نہیں بلکہ اس کے پس منظر میں قرآن حکیم کی ابدی ولافانی تعلیمات کارفرما ہیں۔ حکم ربانی ہے۔ " واذا خاطبھم الجاھلون فقالو سلاما"(۱۲)

جب وہ جاہلوں سے مخاطب ہوتے ہیں تو سلام کہہ کر گزر جاتے ہیں۔

اسی تناظر میں صوفیائے کاملین میں سے شہنشاہ نقشبنداں امام مرشداں خواجہ خواجگان حضرت امام سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ العزیز اکبر کے دین الٰہی کے خلاف برسرمیدان آتے ہیں تو آپ کو پس زندان ڈال جاتا ہے، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہوئے حالات اس نہج پر پہنچ جاتے ہیں کہ اکبر کی فوج میں امراء، سپہ سالاروں میں سے آپ کا ارادتمند حلقہ بغاوت پر آمادہ ہو جاتا ہے محض آپ کے اشارۂ ابرو کی دیر ہے۔ مگر اسوۂ رسول

کا یہ پیکر قید و بند اور پابجولاں ہونے کی باجود ارادتمندوں کے بغاوت سے منع کر کے مسلم لشکر کو قتل وغارت وخون ریزی سے بچالیتا ہے۔ پھر جہانگیر کے دور میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندان جہانگیری میں پابند سلاسل ہیں، بالآخر جہانگیر آپ کی استقامت اور کلمۂ حق کی للکار کے سامنے سرنگوں ہو کر آپ کو باعزت وباوقار رہائی کا پروانہ جاری کرتا ہے۔ لشکر جہانگیری میں بھی ایک مضبوط حلقہ ارادتمنداں ہونے کے باوجود اپنی اسیری کا انتقام نہیں لیتے بلکہ لاتثریب علیکم الیوم کی تاریخ نئے سرے سے رقم ہوتی ہے۔ شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے جس طرح آپ کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کیا ہے قابل غور ہے۔

گردن نہ جھکی جس کی جہانگیری کے آگے — جس کے نفس گرم سے گرمئ احرار
وہ ہند میں سرمایہ ملت کا نگہباں — اللہ نے بروقت کیا جس کو خبردار

اسی طرح حضرت سیدنا علی ہجویری المعروف داتا صاحب۔ رائے راجو جوگی کی بدتمیزیوں کا جواب جس تحمل و بردباری سے دیتے ہیں تاریخ گواہ ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رائے پرتھوی کی اخلاق سے گری، فواحشات پر مبنی گفتگو کا جواب جس تحمل و بردباری سے دیتے ہیں تاریخ کے سینے پر آپ کے لفظ آج اسوۂ رسولی کے نور سے چمک رہے ہیں۔ میرے آقاء ومولیٰ والئ نعمت حضرت خواجہ نور محمد فنافی الرسول قدس سرہ العزیز اہالیان راجہ جنگ یعنی سکھوں کے جانب سے مسلمانوں کے اذان دینے پر پابندی عائد کرنے پر حلم رسولی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے اہل اسلام کو تحمل و بردباری کا سبق دیتے ارشاد فرماتے ہیں" چونکہ اذان دینے سے راجہ جنگ کے سرداروں کو تکلیف ہوتی ہے ہم کسی کو تکلیف دینے نہیں آئے اس لئے آج نماز بغیر اذان کے پڑھیں گے" خدا جانے آپ کے ان الفاظ میں کتنے غصب کی کاٹ تھی۔ یہ الفاظ یا ذوالفقار حیدری۔ ..ن کے سنتے ہی ضلع قصور کا آنریری مجسٹریٹ ذیلدار بہال سنگھ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا عرض کیا حضور آج راجہ جنگ کی ہر مسجد میں بآواز بلند اذان ہوگی۔ آئندہ کوئی بھی مسلمانوں کو اذان سے ..نہیں روکے گا۔ الغرض کتنی مثالیں صوفیائے کاملین کے تحمل و بردباری کی یہ بات بحمدہ تعالیٰ دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ صوفیائے کاملین کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں۔ ایک بھی صاحب تصوف ایسا نہیں ملے گا جو تحمل و بردباری، نرمی، حلیمی کی صفات سے متصف نہ ہو اور جس

نے جہلاء کی بدتمیزیوں، غیر اخلاقی اور فواحشات پر مبنی باتوں کا جواب اسی انداز سے دیا ہو۔

التصوف ارشاد فی الدین لعلم الیقین

اپنے دینی بھائی کو یقین کی طرف راغب کرنا۔

حضرت معمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دوست عبداللہ نخعی سے روایت کرتے ہیں حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھا کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے صحت وعافیت کو غنیمت جان کر عمل صالح کرے اس سے قبل کہ اسے بیماری ومصیبت آ گھیرے مسجد کو اپنا گھر بناؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ نے سنا ہے کہ مسجد ہر نیکوکار کا گھر ہے اللہ تعالیٰ نے مسجدوں میں رہنے والوں سے سکون وراحت اور پل صراط سے گزر کر اللہ کے حضور حاضر ہونیکا وعدہ کر رکھا ہے۔

اسی طرح نبی کریم علیہ التحیۃ والسلام کا فرمان ہے کہ دل کی قساوت (سختی) دور کرنے کیلئے یتیم کی سرپرستی کرو اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرو۔ جس چیز کا شکر ادا نہ کر سکو اس کا جمع کرنے کا کیا فائدہ۔ (۱۳)

حضرت اضحاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل دمشق کو خطاب فرماتے ہوئے کہا اے اہل دمشق تم میرے دینی بھائی ہو۔ معاشرتی پڑوسی ہو۔ دشمنان دین کے مقابلہ میں میرے مددگار ہو۔ تمہیں میری محبت سے کونسی چیز روکتی ہے جبکہ تم پر کوئی بوجھ نہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے علماء آخرت کو سدھار رہے ہیں اور تمہارے ان پڑھ لوگ دینی تعلیم حاصل نہیں کرتے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم جس چیز کی طرف متوجہ ہو رہے ہو جس کا ذمہ خدا نے اٹھایا ہے۔ اس سے منہ توڑ رہے ہو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ یاد رکھو جن لوگوں نے مضبوط عمارتیں بنائیں مال جمع کیے لمبی تان کر سو گئے۔ ان کی مضبوط عمارتیں ان کی قبریں بن گئیں۔ مال تباہ ہو گئے۔ اُمیدیں خاک میں مل گئیں یاد رکھو علم دین نہ پڑھو۔ عالم اور متعلم اجر میں سب برابر ہیں۔ باقی لوگ ان کے علاوہ خیر سے دور ہیں۔

پیارے صاحبو!

حضرت سیدنا ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکمت بھرے اقوال ونصائح کی جامعیت

کا اندازہ لگاتے ہوئے۔ صاحبان تصوف کی حیات قدس پر نگاہ ڈالیئے۔ ہر صاحب تصوف کی خانقاہ کے ساتھ مسجد کا موجود ہونا ان کی عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ بارگاہ رب العزت میں حضوری کی آئینہ دور ہے۔ ان کی خلوت نشینی کی چلہ گاہیں اعمال صالح، ذکر الٰہی کے ساتھ رغبت کی عکاسی کرتی ہیں۔ صاحبان تصوف کی کتب عظیمہ جن کا مجمل ذکر ہم سابقہ اقساط میں کر چکے ہیں ان کے دینی علوم پر دسترس کی آئینہ دار ہیں۔

مال ومتاع سے دوری ان کے فقر وفاقہ، توکل علی اللہ قناعت پسندی کا بین ثبوت ہیں۔

الغرض سب افعال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اتباع وپیروی ہی تو ہے جو صاحبان تصوف کا سرمایہ افتخار ہے۔

آئندہ قسط میں انشاء اللہ الرحمٰن حضرت سیدنا امام محمد قاسم بن محمد بن ابی بکر کا ذکر خیر ہوگا۔

..........حوالہ جات..........

۱۔ اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ جلد نمبر ۳، ص ۱۲۵، سیرت بن مالک جلد نمبر ۲، ص ۱۰۳

۲۔ سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۵، ص ۱۱۹، اسد الغابہ ص ۱۲۶، جلد نمبر ۳

۳۔ حیاۃ الصحابہ جلد نمبر ۲، ص ۱۷۹، حلیۃ الاولیاء ص ۲۷، جلد نمبر ۳

۴۔ اسد الغابہ جلد نمبر ۳، ص ۱۲۶، سیرت بن ہشام جلد نمبر ۲، ص ۱۸۱

۵۔ سورۃ آیت

۶۔ اسد الغابہ جلد نمبر ۳، ص ۱۲۸، حیات الصحابہ جلد نمبر ۲، ص نمبر ۱۸۱

۷۔ حلیۃ الاولیاء ص ۷۵، جلد نمبر ۳، سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۵، ص نمبر ۱۲۱

۸۔ آیت نمبر سورۃ

۹۔ حیاۃ الصحابہ جلد نمبر ۲، ص نمبر ۱۸۱، سیرت ابن مالک جلد نمبر ۲، ص نمبر ۱۰۴

۱۰۔ آیت نمبر سورۃ

۱۱۔ سورۃ التوبہ آیت نمبر

۱۲۔ آیت نمبر سورۃ

۱۳۔ حیاۃ الصحابہ جلد نمبر ۲، ص نمبر ۱۰۸۲، سیرت ابن ہشام جلد نمبر ۵، ص نمبر ۱۲۲

پاکستان کا نظام غیر اسلامی ہے

آخری حصہ.........تحریر.........چودھری رحمت علی

مجلس شوریٰ (The Parliment) :

رسم زمانہ نے آئین کے مصنفوں کو مجلس شوریٰ کے ساتھ بریکٹ میں (The Parliment) کے لکھنے پر مجبور کیا ورنہ اسلامی شوریٰ کو پارلیمنٹ سے اتنا ہی تعلق ہے جتنا کہ مشرق کو مغرب سے۔ دونوں کے فرائض منصبی ہی میں 180 درجے کا فرق ہے۔ مروجہ پارلیمنٹ ایک قانون ساز ادارہ ہے جس میں بندوں کی ہوئی قانون سازی (جو محض ارکان پارلیمنٹ کی خواہشات پر مبنی ہوتی ہے) کے مطابق کاروبار حکومت اور کاروبار زندگی چلتا ہے۔ اس کے برعکس اسلامی شوریٰ خلیفہ وقت جس کا حصہ ہوتا ہے، کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ وہ قانون سازی نہیں کر سکتے، قانون سازی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے۔ " ان الحکم الا للہ" شوریٰ کا اصل، بلکہ اگر واحد فرض منصبی کہا جائے تو مضائقہ نہیں، ہر اس معاملہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں اجتہاد کر کے خلیفہ وقت کو مشورہ دینا ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں خلیفۃ المسلمین کو براہ راست قرآن وسنت سے ہدایات نہ ملیں۔ اجتہاد کی اس پروژن سے ہی قرآن وہ درجہ اختیار کرتے ہیں کہ جسے قرآن ہی میں " الیوم اکملت لکم دینکم" کے الفاظ سے بیان کیا گیا ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ سینکڑوں ایسے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں کہ جن کے متعلق براہ راست قرآن وسنت سے ہدایات نہیں ملتیں۔ اسلام میں اجتہاد کی پروژن ایسے ہی موقع کیلئے ہے۔

دو ایوان :

خود ساختہ آئین کا وافر حصہ دو ایوانوں یعنی قومی اسمبلی اور سینٹ کیلئے مختص ہے حالانکہ اسلام میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں اس لئے کہ جس کیفیت وصورت حال کیلئے سیکولر دنیا میں یہ دو ایوانی پارلیمنٹ بنائی جاتی ہے وہ اسلام میں پیدا ہی نہیں ہوتی۔ رسم زمانہ کی نقالی میں ہمارے ہاں بھی قومی اسمبلی کا وجود تو مختلف صوبوں کی آبادی کے متناسب ارکان پر مشتمل ہے جب کہ سینٹ میں تمام چھوٹے بڑے صوبوں سے لئے گئے ارکان کی تعداد برابر ہے۔ ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ

ارکان قومی اسمبلی کسی بڑے صوبے سے تعلق رکھتے ہوئے اپنی اکثریت کی بناء پر کسی دوسرے صوبے کو نفع یا نقصان نہ پہنچا سکیں۔ اسلام میں فیصلے (نہ کہ قانون سازی) جب کرنے ہی قرآن وسنت کے مطابق ہیں تو علاقے، زبان یا کسی اور بنیاد پر کسی کے نفع یا نقصان پہنچانے کا امکان ہی کہاں کہ دو ایوانوں کی ضرورت پڑے۔ اسلام میں تو یہ بھی ضروری نہیں کہ خلیفہ وقت ارکان شوریٰ کی اکثریت کی رائے پر عمل کرے۔ اگر خلیفۃ المسلمین کو تمام ارکان شوریٰ کے مقابلہ میں صرف ایک رکن شوریٰ کی رائے قرآن وسنت کے قریب تر محسوس ہو تو وہ یہ نہیں دیکھے گا کہ یہ تو محض ایک رکن کی رائے ہے۔ ترجیح قرآن وسنت کو ہے نہ کہ اکثریت کی رائے کو۔ مانعین زکوٰۃ کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری شوریٰ کی رائے کو ٹھکرا دیا۔ وقت نے ثابت کیا کہ ان کا فیصلہ ہی قرآن وسنت سے قریب تر تھا۔

اسلام کی رو سے البتہ دو ایوان کا ہونا اس طور جائز بلکہ ترجیح کا حامل ہے کہ ایک ایوان مرد حضرات کیلئے مختص ہو تو دوسرا خواتین کیلئے اور ہر دو کی اہمیت ووقعت یکساں ہو۔ اس سے ایک تو مخلوط مجلس، جو شریعت کی صریحاً خلاف ورزی ہے کا انعقاد ختم ہو جائے گا اور دوسرے خواتین کھل کر بہتر انداز میں اپنی رائے اور فیصلے کا اظہار کر پائیں گی۔ شوریٰ کی اصل روح یہی ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل :

73ء کے آئین میں مجلس شوریٰ کے علاوہ اسلامی نظریاتی کونسل کا وجود تو اسلام کے ساتھ ایک سنگین مذاق ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا اور جیسا کہ شوریٰ کے نام ہی سے عیاں ہے۔ شوریٰ کا اصل کام اجتہاد کرتے ہوئے خلیفہ کو مشورہ دینا ہے۔ اجتہاد ظاہر ہے وہ کر سکتا ہے جس کا نہ صرف قرآن وسنت پر کلی عبور ہو بلکہ وہ عالمی امور سے بھی پوری طرح آگاہ ہو۔ اسی لئے تو عوامی نمائندوں کیلئے قرآنی معیار اہلیت میں ایک شرط "علم" کی ہے۔ کس قدر غیر اسلامی ہے 73ء کا آئین کہ ان پڑھ تک کو رکن شوریٰ ہونے کی اجازت دیتا ہے۔ (بی اے ہونے کی شرط بھی اب لگی ہے جو ظاہر ہے ناکافی ہے) جو کام شوریٰ کا تھا اسے خوانخواہ ایک اور ادارہ بنا کر اس کے سپرد کرتا ہے۔ یہ تو ایسا ہی ہے کہ کسی کالج میں لیکچرر تو ان پڑھ کو تعینات کر دیا جائے اور پھر اس کمی کو پورا کرنے کیلئے اہل افراد کی ایک علیحدہ ٹیم بنا کر خواہ مخواہ کالج کے بجٹ پر بوجھ ڈالا جائے۔ کیا یہ اللہ

تعالیٰ کے اس حکم کی 180 درجے مخالفت نہیں جس میں کہا گیا ہے کہ ''امانتیں (عہدے) اہل افراد کے سپرد کرو''۔ (نساء:۵۸)

وفاقی شرعی عدالت :

شرعی عدالت کی 73ء کے آئین میں پروویژن سے تو سو فیصد عیاں ہے کہ اس آئین کو بنایا ہی گیا اسلام کا مذاق اڑانے کیلئے ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت شرعی ہے تو کیا پاکستان میں کوئی غیر شرعی عدالت بھی مطلوب ہے؟ عدالت اور غیر شرعی چہ بوالعجبی ؟ انسان جب قانون سازی کرے گا تو ایسی قانون سازی کا تضادات کا مجموعہ ہونا لازمی ہے۔

سیکولر نیچر (Secular Nature) :

عہدہ سنبھالنے سے پہلے ہونے والے صدر جو حلف اٹھاتے ہیں اس کے دو بڑے حصے ہیں۔ پہلا حصہ یوں ہے:

''میں .... بصمیم قلب حلفیہ بیان کرتا ہوں کہ ایک مسلمان ہوں اور قادر مطلق کی توحید اللہ تعالیٰ کے صحیفوں قرآن کریم جو ان صحیفوں میں آخری ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی نبوت اور ان کے آخر الزماں ہونے اور ان کے بعد کسی اور کے نبی نہ ہونے، روز حساب اور قرآن کریم کی تمام تعلیمات و مقتضیات پر مکمل ایمان رکھتا ہوں''

دوسرا حصہ یوں ہے :

میں ....صدر پاکستان کی حیثیت سے اپنے امور اور فرائض دیانت داری کے ساتھ اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین و قانون کی مطابقت میں وفاداری کے ساتھ اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری یک جہتی سالمیت فلاح اور خوشحالی کیلئے سرانجام دوں گا'' (نیز اس طرح کا حلف ہونے والے وزیر اعظم اٹھاتے ہیں)

ان دونوں حصوں کا بغور تجزیہ کریں تو پہلا حصہ صدر/وزیر اعظم کی حیثیت سے نہیں ذاتی حیثیت سے ہے۔ اس میں ہونے والا صدر/وزیر اعظم حلفاً وعدہ کرتا ہے کہ وہ مسلمان اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر ایمان رکھتا ہے۔ دوسرے حصہ میں وہ بطور صدر/وزیر اعظم پاکستان

اپنے فرائض آئین مملکت (نہ کہ قرآن وسنت) کے مطابق ادا کرنے کا پابند بنتا ہے۔ بالفاظ دیگر قرآن وسنت پر ایمان رکھنے کو وہ ایک ذاتی معاملہ قرار دیتا ہے نظام یا امور مملکت چلانے کو قرآن وسنت کی بجائے آئین کے مطابق چلانے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہی سیکولرازم ہے۔ ملکِ عزیز پاکستان میں ایک خود ساختہ آئین کا نافذ ہونا اور قرآن وسنت کے احکامات کا نافذ نہ ہونا اسی وجہ کا مظہر ہے اور یہی وجہ ہے کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کا کوئی ممبر جو حلف اٹھاتا ہے اس میں قرآن وسنت کے الفاظ تک نہیں۔ یوں اہل پاکستان نہ صرف دو قومی نظریہ بلکہ خود اسلام کی نفی کئے ہوئے ہیں۔ نتیجہ نکلا تو یہ کہ پاکستان اور بھارت کے صدور گو وقت کے اس موڑ پر دونوں مسلمان ہیں، لیکن جن نظاموں کو وہ چلا رہے ہیں، سیکولر ہیں۔ پاکستان میں برائے نام چند اسلامی قوانین شامل کرنے سے اسلامی نظام کا حق ادا نہیں ہوتا۔ قرآن کا مطالبہ جزوی طور پر نہیں پورے کا پورا اسلام میں داخل ہونے کا ہے۔ اور وہ ایک ہی شکل میں پورا ہو سکتا ہے کہ قرآن وسنت ہی آئین پاکستان ہو۔

طریق قانون سازی :

قانون سازی اور بندوں سے ''ان الحکم الا اللہ'' کی کھلم کھلا خلاف ورزی تو ہے ہی، بیچارے رحمت کا ہاتھ کانپ رہا ہے اس طریق قانون سازی کو تحریر میں لاتے جو 73ء کے جمہوری آئین میں درج ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

قانون سازی یا متبادل قانون سازی کی تحریک خواہ عدالت کی طرف سے ہو، اسلامی نظریاتی کونسل کی طرف سے یا کسی رکن شوریٰ کی طرف سے، دو صورتوں سے دوچار ہوتی ہے۔ پہلی صورت تو یہ کہ حکومت وقت ایسی ترمیم یا قانون سازی کو دل سے قبول نہیں کرتی۔ ایسا ہو تو حیلے بہانے بیل کبھی منڈھے نہیں چڑھتی اس لئے کہ حکومت وقت کے پاس ٹالنے کے ان گنت طریقے ہوتے ہیں۔ تجربہ شاہد ہے وہ ٹالتی ہی چلی جاتی ہے۔ اگر پارلیمنٹ میں ہی معاملہ آجائے تو چونکہ پارلیمنٹ میں حکومت وقت کی اکثریت ہوتی ہے لہٰذا معاملہ وہی بن جاتا ہے کہ کب گوندھا جائے کب پکایا جائے اور کب کھانے کی نوبت آئے؟

دوسری صورت یہ ہے کہ حکومت وقت بھی ترمیم یا نئی قانون سازی کے حق میں ہوتی ہے اور دل وجان سے ترمیم کرنا چاہتی ہے لیکن خود ساختہ آئین میں ترمیم کیلئے دو تہائی اکثریت کا

ہونا لازمی ہے۔ یادر ہے کہ تاریخ پاکستان میں کم ہی ایسا ہوا ہے کہ حکومت وقت کو دو تہائی اکثریت حاصل ہو اور یہ دو تہائی اکثریت کا میسر نہ ہونا صدیوں پر بھی محیط ہو سکتا ہے۔ ایسے ہی مطلوبہ ترمیم کا کیا حشر ہو گا؟ یہی نہ کہ عدالتیں بھی حکومت وقت بھی حتیٰ کہ پوری قوم بے بس ہو گی۔ ترمیم نہیں کر پائے گی خواہ عدالت میں آئین کے جس حصے کو بدلنا ہے وہ غیر شرعی قرار پا چکا ہو۔ اللہ تعالیٰ کل کو میدان حشر میں پوچھے گا کہ خود ایک دفعہ رشق کو غیر شرعی قرار دینے کے بعد تم اس کے ساتھ کیوں چمٹے رہے؟ ظاہر ہے جواب یہی ہو گا کہ ہمارے ہاتھ دو تہائی اکثریت نہ ہونے کی وجہ سے بندھے تھے۔ بتایئے اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ عذر کیا قابل قبول ہو گا؟ اللہ تعالیٰ تو یہی کہے گا کہ تم کو کس حکیم نے کہا تھا کہ ہاتھ باندھنے والا کتابچہ خود تیار کر کے اسے آئین مملکت قرار دے دو۔ میرے عطا کردہ ازلی وابدی آئین کو مہجور و مفلوج کر کے یہ خود ساختہ آئین بنانے کی تم نے جسارت وحماقت کی ہی تو کیوں؟ یہی تو وہ موقع ہو گا جب اپنی امت کی کبھی شکایت نہ کرنے والے نبی ﷺ پکار اٹھیں گے تو یوں:

"اے اللہ! میری قوم نے اس قرآن کو مہجور کئے رکھا" (فرقان۔۳۰)

یہ ہے وہ آئینی دستاویز جسے اس پاک ملک کا آئین قرار دیا گیا جسے اسلام کا گہوارا بننا تھا۔ لاریب، یہ دستور اس میں چند دفعہ اسلام کا نام لکھنے کے باوجود اسی طرح غیر اسلامی ہے جس طرح بھارت کا نظام باوجود اس کے صدر کے مسلمان ہونے کے غیر اسلامی ہے۔ اصل میں اس آئین کے مصنفین کی نیت ہی نہ تھی کہ پاکستان میں کبھی اسلام نافذ ہو۔ ورنہ غیر اسلامی قوانین بنا کر انہیں پھر قرآن وسنت کے مطابق ڈھالنے کی بجائے ظاہر ہے قرآن وسنت ہی کو آئین پاکستان قرار دیا جاتا۔ چھوٹے بچے کا سوٹ سی کر اسے بڑے آدمی کے مطابق کرنے کی ضرورت ہی کیوں اور کیا یہ ممکن بھی ہے؟ مصنفین نے اسے پاس ہی کرایا تو یہ یقین کر کے کہ اس میں دیئے گئے غیر اسلامی قوانین کبھی اسلامی نہیں ہو پائیں گے۔ اس آئین کو تیار ہوئے تقریباً 33 سال ہو گئے ہیں۔ آج تک کوئی ایک بھی اس میں دیا گیا غیر اسلامی قانون اسلامی نہیں بنایا جا سکا، باوجود اس کے کہ چند ایک کو عدالت نے غیر اسلامی قرار دے کر انہیں اسلامی بنانے کی سفارش بھی کر دی ہوئی ہے۔

قیام پاکستان

علماء کرام اور مشائخ عظام کی شاندار خدمات

پروفیسر غلام سرور رانا شعبہ سیاسیات گورنمنٹ کالج، لاہور

صوبہ پنجاب میں خواجہ بدرالدین، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، سید غلام محی الدین آف گولڑہ شریف حضرت غلام اللہ ثانی لاثانی شرقپور شریف حضرت میاں مہربان علی چشتی نظامی گڑھ شنکری، صوبہ سرحد میں مولانا شبیر احمد عثمانی سندھ میں، مولانا اسماعیل پیر سرہندی پیر غلام مجدد پیر آف پگاڑا شریف پرصبغت اللہ بنگال اور سلہٹ میں مولانا ظفر احمد عثمانی، مولانا راغب حسین کی خدمات بھی تحریک پاکستان کے سلسلے میں اپنی مثال آپ ہیں۔

حضرت غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی کا یہ خیال تھا کہ قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نفاذ اسلام کے متعلق قوم سے جو وعدہ کیا تھا۔ وہ اس میں مخلص تھے۔ آپ فرماتے ہیں: "قائد اعظم اور قائد ملت نواب زادہ لیاقت علی خاں کے متعلق ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ ان کی زندگی وفا کرتی تو وہ ضرور نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نافذ کر دیتے۔ قائد اعظم نے بارہا اس حقیقت کا اظہار کیا کہ پاکستان کے آئین کی بنیاد صرف اسلام اور قرآن ہے۔ نواب زادہ لیاقت علی خاں نے "قرارداد مقاصد" پیش کر کے زریں کارنامہ انجام دیا"۔

پاکستان کے قیام کے موقع پر مغربی پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی اور بنگلہ دیش سابقہ مشرقی پاکستان میں مولانا ظفر احمد عثمانی نے سرکاری طور پر پاکستانی پرچم کشائی کی۔ مولانا شبیر احمد عثمانی کا صوبہ سرحد میں ریفرنڈم کے سلسلے میں بھی اہم رول ہے۔ اس کے علاوہ مفتی محمد شفیع نے بھی تحریک میں اہم حصہ لیا۔

حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریک پاکستان میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح کا بھرپور ساتھ دیا۔ 16 فروری 1945ء کو شرقپور شریف میں آپ کی زیر صدارت جلسہ ہوا جس میں شوکت حیات نواب افتخار حسین ممدوٹ، میاں ممتاز محمد خان دولتانہ، راجا غضنفر علی وغیرہ نے شرکت کی۔ آپ نے اپنے مریدین کو مسلم لیگ کی حمایت کیلئے حکم دیا۔

Actually he neutralised the influence of unionist and provide every possible support to Muslim League till the creation of Pakistan.

مولانا اشرف علی تھانوی نے ۱۹۳۵ء میں جب جھانسی کی سیٹ پر انتخاب لڑا جارہا تھا بذریعہ تار اپنے عقیدت مندوں کو حکم دیا تھا کہ کانگرس کو ووٹ نہ دیئے جائیں۔ ۱۹۴۳ء میں مولانا موصوف کے انتقال پر ملال کے موقع پر مسلم لیگ نے قرارداد تعزیت پاس کی اور اسی طرح شیعہ علمائے کرام میں حافظ کفایت اللہ اور علامہ رشید ترابی نے پاکستان کے مؤقف کی حمایت کی۔

مگر افسوس کہ مسلمانوں کی اکثریت نے جس جذبے کے تحت تحریک پاکستان میں حصہ لیا تھا ہم نے اس نظریہ کو فراموش کرنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ ''سقوط مشرقی پاکستان'' جیسے عظیم المیے کی صورت میں نمودار ہوا۔ جیسا کہ جسٹس ذکی الدین پال رقمطراز ہیں کہ یہ سانحہ دوقومی نظریہ سے روگردانی کی وجہ سے ہوا'' یہ بات ظاہر ہے کہ پاکستان کا قیام دوقومی نظریہ مرہون منت تھا جس کی بنیاد اسلام ہے۔ قائداعظم نے ہمیشہ دوقومی نظریہ کی افادیت اور اہمیت پر زور دیا۔ کیونکہ اس کی نفی کی صورت میں پاکستان کے قیام کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ ہم نے قیام بنگلہ دیش سے قبل مشرقی پاکستان میں اس نظریہ کی ترویج کی خاطر مناسب کام نہیں کیا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہاں کے جائز مطالبات کو درخور اعتنانہ سمجھا۔ اسی وجہ سے بنگلہ قومیت کا نعرہ بلند ہوا۔ جسے غیر مسلم اور دیگر سازشی عناصر نے خوب ہوا دی'' ۔(۱) اور اہل دل یہ کہنے پر مجبور ہوگئے۔

نیرنگی سیاست دوراں تو دیکھیے
منزل اُنہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

لیکن پیر صاحب زکوڑی شریف کو حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح خراج تحسین پیش کیا۔

'' مجھے پیر صاحب کی ذات پر فخر ہے'' بقول حضرت پیر صاحب زکوڑی شریف

'' مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی سب سے زیادہ خدمت اور تکمیل کیلئے جدوجہد مشائخ نے کی۔ ہم نے مخالفین پاکستان کو ہر میدان میں پچھاڑا اور دندان شکن جواب دیا۔(۲)

"As everlasting orders of Allah "invite towards right and truth in a manner that after the most to the and Hold the string of Allah tightly heart and be not divided."

Prophet Muhammad (P.B.U.H) has rightly pointed out: "To kill a Muslim with out any cause or fault is to deny the existence of God and abuse a Muslim is to humiliate and let down himself."

حضرت قائداعظم نے فرمایا: '' میرا یہ پیغام جس شخص تک پہنچے وہ اپنے دل میں عہد کرے کہ ضرورت پڑنے پر وہ پاکستان کو اسلام کی پشت پناہ اور دنیا کی ایک عظیم قوم بنانے میں اپنا سب کچھ قربان کر دیگا مسلمان کیلئے اس سے بہتر ذریعہ نجات نہیں ہوسکتا کہ وہ حق کی خاطر شہید ہو جائے۔

القصہ مختصر دوقومی نظریہ ہی قیام پاکستان کی اساس تھا اور '' دوقومی نظریہ'' ہی ہماری آزادی، سلامتی، امن اور بقا کا ضامن ہے یہی نظریہ تھا جس کی ترویج و اشاعت مخدوم امم ابوالحسن علی بن عثمان ہجویری المعروف بہ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابرین امت مسلمہ نے کی اور اسی نظریہ سے وابستگی میں ہماری سلامتی اور بقا مضمر ہے۔ کیونکہ ہم عظمت رفتہ کے امین ہیں اگر آج کوئی عملی قدم نہ اٹھایا تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے روز کیا منہ دکھائیں گے۔

تُو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہ مصطفیٰ ﷺ پنہاں بگیر

فسق وفجور، ہوا وہوس، امّت مسلمہ کا شیوہ نہیں۔ بلکہ سادگی، قناعت، فقر وفاقہ ان کا شیوہ رہا ہے اور اس سے انہوں نے بہت سی سلطنتوں کو مسخر کیا تھا۔ وہ Women wine wealth کے زیر اثر نہ تھے۔ بلکہ ان کی نظر تو گنبد خضریٰ کے مکیں کی طرف تھی۔ جس سے انہوں نے عظمتیں، سربلندیاں حاصل کیں ان کے سلاسل خواہ چشتیہ، سہروردیہ، قادریہ اور نقشبندیہ تھے۔ لیکن یہ حضرات سب کچھ خالق حقیقی کی رضا اور شریعت محمد ﷺ کی خاطر کرتے تھے۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ انہی مشائخ کرام وعظام کے سجادہ نشین خلفاء حضرات پاکستان کو مضبوط ومستحکم کریں اور اس مقصد کے حصول کیلئے اپنے مریدین ومتوسلین کے ہمراہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس اسلامی جمہوری پاکستان کو ہر میدان میں عملی طور پر سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیں تاکہ اندرونی اور بیرونی خطرات سے محفوظ رہ سکے۔ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے اگر ہم سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ سے محبت کرنا سیکھ جائیں اور عاشقان رسول مقبول ﷺ سے محبت وعشق کا سلیقہ سیکھ جائیں اور اس محبت اور عشق رسول مقبول ﷺ کے باعث فخر دو عالم نور مجسم سرکار دو عالم ﷺ کے اخلاق حسنہ اور اوصاف حمیدہ کو اپنائیں۔ ہم خود کو کھونا اور پانا سیکھیں یہی اولیائے کرام وعظام کی زندگی کا مطمع نظر ہے۔ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو ان اکابرین امت پر فخر ہے۔ جنہوں نے نامساعد حالات کے باوجود باطل کے سرکش طوفان میں شمع اسلام کو فروزاں کیا۔ اور اسلام کے پرچم کو بلند کیا۔ ان کی یاد دلوں کو عزم صمیم، ہمت وحوصلہ بخشتی ہے۔ کیونکہ انہوں نے خانقاہوں سے نکل کر رسم شبیری ادا کی۔ اب اس ملک کی حفاظت بھی مشائخ کرام کو ہی کرنا چاہئے کیوں کہ منزل کا حصول بھی انہی کی وجہ سے ہوا تھا۔

ہمیں آپس کی غلط فہمیوں کو دور کرنا چاہیے اور سرکار دو عالم ﷺ کی نسبت سے ایک

وحدت کی شاہراہ پر گامزن ہونا چاہیے۔ مقام افسوس ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان کا نام نامی اسم گرامی اور دیگر مشائخ عظام کے اسمائے گرامی جنہوں نے دو قومی نظریہ دیا اور اس کا پرچار کیا۔ آج نصاب کی کتابوں سے مفقود ہے۔ لیکن خاکسار اتنا ضرور عرض کرے گا کہ جب تک علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لٹریچر چھپتا رہے گا ان اکابرین امّت کے اسمائے گرامی زندہ وتابندہ رہیں گے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ اولیاء کرام بظاہر بولتے نظر نہیں آتے لیکن ان کی صدائے بازگشت عرش معلّٰی پر سنائی دیتی ہے۔

Quaid-e-Azam was fully aware of the broad principles of Islamm democracy, equality, tolerance, freedom of religion subject to Law and conscience, justice between man and man particularly social justice. More than once he had said that these concepts were not borrowed from the west, but had been revealed. Some 1400 years earlier in a divine message to the Holy Prophet(P.B.U.H) and were actually practised during the first half century of Islam. The most hectic period of the Quaid-e-Azam's life was from 1937 to 1947 the decade preceding the establishment of Pakistan.

Lord Mountbotten also noticed his enigmatic aspect of personality.

"What are your to do with a man who Says he sees your point but does not agree with you".

Similarly when the new dominion came into existence and he became it Governor General he gained nothing for himself, but acce lerated and one person can replace another but in his struggle for Pakistan he was just irreplaceble and but for him there would have been no Pakistan. (۳)

حقیقت حال تو یہ ہے کہ قیام پاکستان خداوند قدوس کا عطیہ اور نعمت عظمیٰ ہے۔ حضور پُر نور ﷺ کی نظر عنایت قائد اعظم شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال اور برّصغیر کے مسلمانوں کی قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ بقول شاعر

خون دل دے کے نکھاریں گے رُخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ عوام کی طاقت بڑی طاقت ہے۔ عوام کی قوت بے پناہ قوت ہے اور یہ طاقت اور قوت مشائخ عظام کے قیام پاکستان سے قبل بھی تھی اور اب بھی ہے۔ جس کا زندہ وتابندہ ثبوت تحریک پاکستان، تحریک ختم نبوت، تحریک نظام مصطفیٰ ہے۔ جب مشائخ کرام کے حکم پر مریدین ومتوسلین، خادمین نے ہر طرح کا ساتھ دیا۔ کیونکہ انہوں نے ہر دور میں جو درخشندہ کردار ادا کیا وہ سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ آج امت مسلمہ کو بغض، کینہ پروری، عناد اور تعصب کی فضاؤں کے ماحول سے عہدہ برآہ ہونا چاہئے۔ وحدت ملی کا ثبوت دینا چاہئے اور سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہو جانا چاہیے کیونکہ بقول شاعر مشرق

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے 30 اکتوبر 1947ء میں صاف صاف فرمایا: ''ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس عظیم آزاد وخود مختار اسلامی ریاست کو معرض وجود میں لانے میں بڑی بڑی

ناانصافیوں سے پالا پڑا ہے۔ جہاں تک ممکن تھا۔ ہمیں سکیڑا گیا ہے اور تازہ ضرب وہ ہے جو ہمیں باؤنڈری کمیشن کے فیصلے سے پہنچی ہے۔ یہ غیر منصفانہ نا قابل فہم بلکہ اُلٹا پلٹا فیصلہ ہے یہ عدالتی نہیں، سیاسی فیصلہ ہے۔

آج کی اہم پکار ہے کہ نوجوان نسل کو اُن علماء اور مشائخ کے کارناموں سے روشناس کرایا جائے جنہوں نے قیام پاکستان کی تحریک میں سر دھڑ کی بازیاں لگائیں اور بالاخر قیام پاکستان منصہ شہود پر آیا۔ جو قومیں اپنے اسلاف کے کارناموں کو بھلا دیں وہ مہذب قوموں میں سر نہیں اُٹھا سکتیں۔ ان کیلئے یادگاری ٹکٹیں جاری کی جائیں۔ شاہرات شہروں کے نام، ایئر پورٹس کے نام اور ادر نصابی کُتب میں اُن کے کارہائے نمایاں کو خصوصی طور پر شامل کیا جائے۔ بلکہ مختلف زبانوں میں ان کے تراجم کروا کر پاکستانی Embassies کو ترسیل کی جائیں تاکہ وہاں کے لوگ بالعموم اور پاکستانی عملہ کے بالخصوص لوگوں کو ان کے بارے میں علم ہو سکے۔

یونیورسٹیوں کے نام ان مشاہیر، زعماء کے ناموں پر رکھے جائیں۔ یونیورسٹیوں میں ان پر چیئرز ہوں اور تحقیقی کام کروائے جائیں۔ ہر علماء اور مشائخ پر ہر ایک یونیورسٹی میں پی۔ ایچ۔ ڈی کے مقالہ جات لکھوائے جائیں۔ اور ان سکالرز کو ماہانہ اعزازیہ دیا جائے۔ بیرون ممالک میں بھی قابل ترین طلباء کو ان زعماء کی ریسرچ کے سلسلے میں بھجوایا جائے۔

ان قابل ترین خدمات کے اعتراف کے سلسلے میں ان علماء اور مشائخ کرام کو اعلیٰ ترین ایوارڈز سے نوازا جائے۔ تاکہ وہ مزید فلاحی کام کر سکیں۔ اسمبلیوں تک ان کی صدائے بازگشت ہونی چاہیے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ انہی شخصیتوں نے قیام پاکستان کو ممکن بنایا۔ اور یہ نہ بکے اور نہ جھکے۔

ہزار دام سے نکلیں ہیں جنبش سے
جسے ہو ناز وہ آئے کرے شکار ہمیں

اگر یہی مشائخ کرام ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے نہ ہوئے تو پاکستان معرض وجود میں نہ آتا۔ آج مسلمان ایک ارب سے زیادہ ہیں اور ان کے پاس ہر قسم کے وسائل موجود ہیں۔ جذبہء

ایمانی موجود ہے۔ اگر یہ لوگ کلمہ مبارکہ پر اتحاد کر لیں تو دُنیا کا کوئی ملک اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن یہ کس حد تک بدقسمتی ہے کہ مسلمان اغیار کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ اگر یہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کر لیں تو دُنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ انہی علماء اور مشائخ کرام نے پاکستان کے قیام کے سلسلے میں حضرت قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا اور کہا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ۔ کیا آج اس پر عمل ہو رہا ہے؟ مشائخ کرام کے کردار کے سلسلے میں تاریخ گواہ ہے۔ کہ خواجۂ خواجگان حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر ہندو بھی جاتے ہیں۔ وہ لوگ ہندوؤں کو مسلمان بناتے تھے اور ایک نظر سے نوے لاکھ کو مسلمان کر دیتے تھے اور ہم مسلمانوں کو کافر بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآہ ہونا چاہیے اور حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سنہری اصول **Unity Faith and discipline** پر عمل پیرا ہو کر ان کی روح مبارکہ کو ابدی خوشی سے ہمکنار کرنا چاہیے۔

جس جگہ یار کا نقش کف پا ہوتا ہے
بس وہیں کعبہ ارباب وفا ہوتا ہے

"The place where there is the print of the friends footsteps, surely that very place is the Kaaba of the faithful and the Loyal"

شمع کی طرح جییں بزم کہ عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بنا کر دیں

حقیقت حال تو یہ ہے کہ مسلمان قوم کا نظریہ وطن پرستی نہیں بلکہ خدا پرستی ہے۔ وہ کسی خاص ملک کو اپنا وطن نہیں سمجھتا بلکہ ان کا نظریہ یہ ہے "ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است" امت مسلمہ کی ایک نسبت اللہ جل مجدہ کے حوالے سے ہے۔ دوسری نسبت گنبد خضرا کے مکین ومکاں کی محبت سے ہے۔ تیسری نسبت قرآن مجید فرقان حمید ہے۔ چوتھی نسبت حضور پُر نور شافع یوم النشور ﷺ کی امت کے حوالے سے بھی ہے۔ خدمت خلق، مشائخ کرام اور صوفیائے عظام کا وصف رہا ہے جو محض اللہ رب العزت کی خوشنودی کیلئے ہوتی ہے۔ کیونکہ

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح وسجادہ و دلق نیست

تحریک پاکستان میں شمولیت بھی خدمت خلق کے جذبہ کے تحت تھی **من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ** کے مصداق اور ذکر نہیں وصل حبیب سے کے مطابق ان عارفین کے تذکار جمیلہ کا مطالعہ طمانیت قلب اور روحانیت میں ترقی وعروج کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مملکت خداداد پاکستان کو اولیائے کرام کی تعلیمات کا مرکز محور بنائے کیونکہ ان کی زبان مبارک کا ایک ایک لفظ گنجینہ حکمت ومعرفت ہے۔ اور تصوّف جو کہ عین اسلام بلکہ حقیقت اسلام ہے کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔

حوالہ جات

۱۔ جسٹس ذکی الدین پال ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور، دسمبر ۱۹۸۰ء ص ۲۴

۲۔ پروفیسر فیض اللہ منصور، مہر صفا، لاہور ۲۰۰۴ء، ص ۲۲۲۔

3.= Mr. Muhammad Munier Chief Justice of Pakistan Quaid-e-Azam Seminar 1976, Lahore. P.P.15,16.

۴۔ Al Quran Sura Al-i-Imran.No.103

۵۔ Al Hadith

کباب سموسے کے نقصانات

بازار اور دعوتوں کے چٹ پٹے کباب سموسے کھانے والے توجہ فرمائیں ۔ کباب سموسے بیچنے والے عموماً قیمہ دھوتے نہیں ہیں ۔ ان کے بقول قیمہ دھوکر ڈالیں تو کباب سموسے کا ذائقہ متاثر ہوتا ہے ! بازاری قیمہ میں بعض اوقات کیا کیا ہوتا ہے یہ بھی سن لیجئے گا ! گائے کی اوجھڑی کا چھلکا اُتار کر اُس کی ''بٹ'' میں تلی بلکہ معاذ اللہ عزوجل کبھی تو جما ہوا خون ڈال کر مشین میں پیستے ہیں اس طرح سفید بٹ کے قیمے کا رنگ گوشت کی مانند گلابی ہو جاتا ہے ۔ بسا اوقات کباب سموسے والے حسب ضرورت ادرک لہسن وغیرہ بھی قیمے کے ساتھ ہی پسوا لیتے ہیں ۔ اب اس قیمے کے دھونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ، اُسی قیمے میں مرچ مصالحہ ڈال کر بھون کر اُس کے کباب سموسے بنا کر فروخت کرتے ہیں ۔ ہوٹلوں میں بھی اسی طرح کے قیمے کے سالن کا اندیشہ رہتا ہے ۔ گندے کباب سموسے والوں سے پکوڑے وغیرہ بھی نہ لئے جائیں کہ کڑاہی ایک اور تیل بھی وُہی گندے قیمے والا ۔ خیر میں یہ نہیں کہتا کہ معاذ اللہ ہر گوشت بیچنے والا اس طرح کرتا ہے یا خدانخواستہ ہر کباب ، سموسے والا ناپاک قیمہ ہی استعمال کرتا ہے ۔ یقیناً خالص گوشت کا قیمہ بھی ملتا ہے ۔ عرض کرنے کا منشاء یہ ہے کہ قیمہ یا کباب سموسے قابل اطمینان مسلمان سے لینے چاہئیں اور جو مسلمان ایسی اوچھی حرکتیں کرتے ہیں ان کو توبہ کر لینی چاہیئے ۔

کباب ، سموسے ، پکوڑے ، شامی کباب ، مچھلی اور مرغی وغیرہ کی تلی بوٹیاں ، پُوریاں ، پیزے ، پراٹھے ، انڈہ آملیٹ وغیرہ ہم خوب مزے لے لے کر کھاتے ہیں ۔ مگر بے ضرر نظر آنے والی یہ خستہ اور کراری غذائیں اپنے اندر کیسے کیسے مُہلک امراض لئے ہوئے ہیں اس کا شاذ و نادِر ہی کسی کو علم ہوتا ہے ۔ تلنے کیلئے جب تیل کو خوب گرم کیا جاتا ہے تو طبی تحقیقات کے مطابق اس کے اندر کئی ناخوشگوار و نقصان مادّے پیدا ہو جاتے ہیں ، تلنے کیلئے ڈالی جانے والی چیز بھی نمی چھوڑتی ہے ، جس کے سبب تیل مشتعل ہو کر چٹاخ چٹاخ کا شور مچاتا ہے جو کہ اس کے کیمیائی اجزاء کی توڑ

پھوڑ کی علامت ہے اور اس کے سبب غذائی اجزاء اور وٹامنز تباہ ہو جاتے ہیں ۔

تلی ہوئی چیزوں سے ہونے والی 19 بیماریوں کی نشاندہی

۱) بدن کا وزن بڑھتا ہے ۔۲) آنتوں کی دیواروں کو نقصان پہنچتا ہے ۔۳) اِجابت (پیٹ کی صفائی میں گڑبڑ پیدا کرتا ہے ۔۴) پیٹ کا درد ۔۵) متلی ۶) قے یا ۷) اِسہال (یعنی جیسے دست) ہو سکتے ہیں ۔۸) چربی کے مقابلے میں تلی ہوئی چیزوں کا استعمال زیادہ تیزی کے ساتھ خون میں نقصان دہ کولیسٹرول یعنی LDL بناتا ہے ۔۹) مُفید کولیسٹرول یعنی HDL میں کمی آتی ہے ۔۱۰) خون میں لوتھڑے یعنی جمی ہوئی ٹکڑیاں بنتی ہیں ۔۱۱) ہاضمہ خراب ہوتا ہے ۔ ۱۲) گیس ہوتی ہے ۔۱۳) زیادہ گرم تیل میں ایک زَہریلا مادّہ ''ایکرَولین'' پیدا ہو جاتا ہے جو کہ آنتوں میں خراش پیدا کرتا ہے بلکہ معاذَاللہ عَزَّ وَجَلَّ ۔۱۴) کینسر کا سبب بھی بن سکتا ہے ۔۱۵) تیل کو زیادہ دیر تک گرم کرنے اور اس میں چیزیں تلنے کے عمل سے اس میں ایک اور خطرناک زَہریلا مادّہ ''فری ریڈیکلز'' پیدا ہو جاتا ہے جو کہ دل کے امراض ۱۶) کینسر ۱۷) جوڑوں میں سوزِش ۱۸) دماغ کے امراض اور ۱۹) جلد بُوڑھاپا لانے کا سبب بنتا ہے ۔ ''فری ریڈیکلز'' نامی خطرناک زہریلا مادہ پیدا کرنے والے مزید اور بھی عوامل ہیں مثلاً ☆ تمباکو نوشی ☆ ہوا کی آلودگی (جیسا کہ آج کل گھروں میں ہر وقت کمرہ بند رکھا جاتا ہے نہ دھوپ آنے دی جاتی ہے نہ تازہ ہوا) ☆ کار کا دھواں ☆ ایکسرے X RAY ☆ مائیکرو ویو اوون ☆ T.V اور ☆ کمپیوٹر کے اسکرین کی شعاعیں ☆ فضائی سفر کی تابکاری (یعنی ہوائی جہاز کا شعاعیں پھینکنے کا عمل)

خطرناک زہر کا توڑ: اللہ عزوجل نے اس خطرناک زہر یعنی ''فری ریڈیکلز'' کا توڑ بھی پیدا فرمایا ہے چنانچہ جن سبزیوں اور پھلوں کا رنگ سبز ، زرد یا نارنجی یعنی سرخی مائل زرد ہوتا ہے یہ اس خطرناک زہر کو تباہ کر دیتے ہیں اس طرح کے پھلوں اور سبزیوں کا رنگ جس قدر گہرا ہو گا اُن میں وٹامنز اور معدنی اجزاء کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے وہ اس زہر کا زیادہ قوت کے ساتھ توڑ کرتے ہیں ۔

تلی ہوئی چیزوں کا نقصان کم کرنے کا طریقہ: دو۲ باتوں پرعمل کرنے سے تلی ہوئی چیزوں کے نقصانات میں کمی آسکتی ہے۔ا) کباب سموسے، پکوڑے، انڈہ آملیٹ، مچھلی وغیرہ تلنے کیلئے جو کڑاہی یا فرائی پین استعمال کیا جاتا ہے وہ نان اسٹک (non stick) ہو۔ ۲) تلنے کے بعد ایک ایک چیز کو بے خوشبو ٹشو پیپر میں اچھی طرح لپیٹ لیا جائے تا کہ کچھ نہ کچھ تیل جذب ہو جائے۔

بچا ہوا تیل دوبارہ استعمال کا طریقہ: ماہرین کا کہنا ہے کہ ایک بار تلنے کیلئے استعمال کرنے کے بعد تیل کو دوبارہ گرم نہ کیا جائے۔اگر دوبارہ استعمال کرنا ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو چھان کر ریفریجریٹر میں رکھ دیا جائے بغیر چھانے فریج میں نہ رکھا جائے۔

فنِ طب یقینی نہیں: تلی ہوئی چیزوں کے نقصانات کے تعلق سے میں نے جو کچھ عرض کیا وہ میری اپنی نہیں طبیبوں کی تحقیق ہے۔یہ اصول یاد رکھنے کے قابل ہے کہ فنِ طب سارے کا سارا ظنی ہے یقینی نہیں۔

غذاؤں کے بارے میں احتیاطیں

(۱) چاکلیٹ اور مٹھائیاں زیادہ کھانے سے دانت خراب ہو جاتے ہیں کیوں کہ چینی کے ذرات دانتوں پر چپک کر مخصوص جراثیم کی افزائش کا سبب بنتے ہیں۔(۲) بچے چاکلیٹ کے شیدائی ہوتے ہیں ان کو بچانا ضروری ہے۔چاکلیٹ یا اس کی پنّی پر چند مرتبہ کوئی کڑوی چیز یا مرچیں وغیرہ لگا دی جائیں جس سے ان کی چاکلیٹ سے دلچسپی ختم ہو جائے۔(۳) پراسیس کردہ ٹن پیک غذاؤں کو محفوظ کرنے کیلئے ''سوڈیم نائٹرٹ'' نامی کیمیکل ڈالا جاتا ہے۔اس کا مسلسل استعمال سرطان کی گانٹھ (CENCER TUMER) بناتا ہے۔(۴) آئسکریم کے ایک کپ (یعنی 210 ملی لیٹر) میں 84 ملی گرام کولیسٹرول ہوتا ہے۔(۵) 250 گرام کی ٹھنڈی بوتل (کولڈ ڈرنک) میں تقریباً سات چمچ چینی ہوتی ہے۔(۶) اُبلے ہوئے یا بھاپ (STEAM) میں پکائے ہوئے کھانے اور سبزیاں زیادہ مفید اور زُود ہضم ہوتے ہیں۔(۷) بیمار

جانور کا گوشت فوڈ پوائزننگ (FOOD POISONING) اور بڑی آنت کے کینسر کا ذریعہ بن سکتا ہے۔(۸) ہاف فرائی انڈہ کھانے کے بجائے اچھی طرح فرائی کرکے کھانا چاہئے اور آملیٹ اُس وقت تک پکایا جائے جب تک خشک نہ ہو جائے۔(۹) انڈہ اُبالنا ہو تو کم از کم سات منٹ تک اُبالا جائے۔(۱۰) سیب، چیکو، آڑو، آلوچہ، املوک، کھیرا وغیرہ پھلوں کو چھیلے بغیر کھانا مفید ہے کیوں کہ چھلکے میں بہترین غذائی ریشہ (فائبر) ہوتا ہے۔غذائی ریشے ☆ بلڈ شوگر ☆ بلڈ کولیسٹرول اور ☆ بلڈ پریشر کم کرکے ☆ قبض کھولتے اور ☆ غذا سے زہریلے مادوں کو لے کر نکل جاتے نیز ☆ بڑی آنت کے کینسر سے بچاتے ہیں۔(۱۱) کدو شریف، شکر قند، چقندر، ٹماٹر، آلو وغیرہ چھلکے سمیت پکانا چاہئے ان کا چھلکا کھا لینا مفید ہے۔(۱۲) کالے چنوں کا استعمال صحت کیلئے مفید ہے۔اُبلے ہوئے ہوں یا بھنے ہوئے ان کے چھلکے بھی کھا لینے چاہئیں۔(۱۳) ایک ہی وقت میں مچھلی اور دودھ کا استعمال نقصان دہ ہے۔(۱۴) اینٹی بائیوٹیک دواء استعمال کرنے کے بعد دہی کھا لینا چاہئے۔جو ضروری بیکٹیریا ختم ہو جاتے ہیں وہ دہی کھانے سے بحال ہو جاتے ہیں۔(ہر علاج تجربہ کار طبیب کے مشورہ کے مطابق کرنا چاہئے۔(۱۵)۔کھانے کے فوراً بعد چائے یا ٹھنڈی بوتل پینا نظامِ انہضام کو متاثر کرتا ہے، اس سے بدہضمی اور گیس کی شکایت ہو سکتی ہے۔(کھانا کھانے کے تقریباً دو گھنٹے کے بعد ایک دو گلاس پانی پی لینا مفید ہے۔(۱۶)۔چاول کھانے کے فوراً بعد پانی پینے سے کھانسی ہو سکتی ہے۔(۱۷) گودے والے پھل (مثلاً پپیتا، امرود، سیب وغیرہ) اور رس والے پھل (مثلاً موسمبی، سنگترہ وغیرہ) ایک ساتھ نہیں کھانے چاہئیں۔(۱۸) پھلوں کیساتھ چینی یا مٹھائی کا استعمال نقصان کرتا ہے۔(مختلف پھلوں کی ٹکڑیاں کر کے چاٹ مصالحہ ڈالنے میں حرج نہیں مگر چینی نہ ڈالی جائے۔(۱۹) پھل اور سبزیاں ایک ساتھ نہ کھائے جائیں۔(۲۰) کھیرا، پپیتا اور تربوز کھانے کے بعد پانی نہ پیا جائے۔(۲۱) کھانے کھانے کے آدھے گھنٹے پہلے پھل کھا لینا چاہئے، کھانے کے فوراً بعد پھل کھانا مضرِ صحت ہے۔(افسوس! آج کل کھانے کے بعد فوراً پھل کھانے کا رواج ہے)(۲۲)۔میرے آقا اعلیٰ حضرت، مولانا شاہ

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ روایت نقل کرتے ہیں: ''کھانے سے پہلے تربوز کھانا پیٹ کو خوب دھو دیتا ہے اور بیماری کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔'' (فتاوٰی رضویہ تخریج شدہ ج ۵، ص ۴۴۲، وجامع صغیر ص ۱۹۲ حدیث ۳۲۱۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت)۔ (۲۳) میٹھی ڈشیں، مٹھائیاں اور میٹھے مشروبات کھانے سے کم از کم آدھے گھنٹے قبل استعمال کیے جائیں، کھانے کے بعد ان کا استعمال نقصان کرتا ہے۔ (افسوس! میٹھی ڈشیں آج کل کھانے کے بعد کھائی جاتی ہیں) جوانی ہی سے مٹھاس اور چکناہٹ کا استعمال کم کر دیجئے، اگر مزید زندہ رہنے میں کامیاب ہو گئے، تو ان شاء اللہ عزوجل بڑھاپے میں سہولت رہیگی۔ (۲۴) اُبلی ہوئی سبزی کھانا بہت مفید ہے اور یہ جلدی ہضم ہوتی ہے (۲۵) سبزی کے ٹکڑے اُسی وقت کیے جائیں جب پکانی ہو، پہلے سے کاٹ کر رکھ دینے سے اُس کے قوت بخش اجزاء رفتہ رفتہ ضائع ہو جاتے ہیں۔ (۲۶) تازہ سبزیاں وٹامنز، نمکیات اور معدنیات وغیرہ کے اہم عناصر سے لبریز ہوتی ہیں مگر جتنی دیر تک رکھی رہیں گی اُتنے ہی اُس کے وٹامنز اور مقوی اجزاء ضائع ہوتے چلے جائیں گے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ جس دن کھانا ہو اُسی دن تازہ سبزیاں خریدیں۔ (۲۷) سبزیاں پکانے میں پانی کم سے کم ڈالنا چاہئے کیوں کہ پانی سبزیوں کے حیات بخش اجزاء (وٹامنز) کھینچ لینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ (۲۸) سبزیاں مثلاً آلو، شکر قند، گاجر، چقندر وغیرہ اُبالنے کے بعد بچا ہوا پانی ہرگز پھینکا نہ جائے، اُس کو استعمال کر لینا فائدہ مند ہے کیوں کہ اُس میں ترکاریوں کے مقوی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔ (۲۹) سبزیاں زیادہ سے زیادہ 19 منٹ میں اُبال لینی چاہئیں ان میں بھی بالخصوص سبز رنگ کی ترکاریاں تو دس منٹ کے اندر اندر چولہے سے اُتار لی جائیں۔ (۳۰) زیادہ دیر پکانے سے سبزیوں کے حیات بخش اجزاء (وٹامنز) ضائع ہونے شروع ہو جاتے ہیں بالخصوص وٹامنز سی کافی نازک ہوتا ہے زیادہ دیر پکانے سے یہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ (۳۱) ترکاری یا کسی قسم کی غذا پکاتے وقت آگ درمیانی ہونی چاہئے۔ اس سے غذا اندر تک اچھی طرح پک جائیگی اور لذیذ بھی ہوگی۔ (۳۲) چولہے سے اُتارنے کے بعد ڈھکن بند رکھنا چاہیے اس طرح بھاپ کا اندر رہنا پکنے کے عمل کیلئے مفید ہے۔

(۳۳) کچی یا پکی سبزیاں فریج میں رکھی جا سکتی ہیں۔ (۳۴) لیموں کی بہترین قسم وہ ہے جس کا رس رقیق (پتلا) اور چھلکا ایک دم پتلا ہو، عام طور پر اسے کاغذی لیموں کہتے ہیں۔ لیموں کو آم کی طرح گھولنے کے بعد، چوڑائی میں کاٹنا چاہئے، اس کے کم از کم چار اور اگر ذرا بڑا ہو تو آٹھ ٹکڑے کر لیجئے، اس طرح نچوڑنے میں آسانی رہے گی۔ لیموں کا ٹکڑا اس قدر نچوڑیں کہ سارا رس نچڑ جائے، اُدھورا نچوڑ کر پھینک دینا اسراف ہے۔ (۳۵) فریج سے نکال کر ٹھنڈا لیموں باورچی خانہ میں چولہے کے پاس رکھ دیجئے یا گرم پانی میں ڈال دیجئے یا کاٹ کر گرم چاولوں کے پتیلے میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح نرم ہو جائے گا اور رس با آسانی نکل آئے گا۔ (۳۶) کچی سبزیاں اور سلاد کھانا مفید ہے کہ یہ وٹامنز سے بھرپور، صحت بخش اور قبض کشا ہوتی ہیں۔ سائنسی تحقیق کے مطابق، پکانے سے اکثر غذائیت ضائع ہو جاتی ہے۔ (۳۷) تازہ سبزی کا استعمال زیادہ مفید ہوتا ہے۔ باسی سبزیاں نقصان کرتی اور پیٹ میں گیس بھرتی ہیں۔ ہاں آلو، پیاز، لہسن وغیرہ تھوڑے دن رکھنے میں حرج نہیں۔ (۳۸) سبزی، پھل اور اناج میں موجود غذائیت کا ''حارس'' (یعنی محافظ) اُس کا چھلکا ہوتا ہے لہٰذا ان میں سے جو جو چیز چھلکے کے ساتھ با آسانی کھائی جا سکتی ہے، اُس کا چھلکا نہیں اُتارنا چاہئے۔ جس کا چھلکا بہت سخت ہوتا ہے اور نہیں کھایا جاتا اُس کی بھی صرف ہلکی سی تہ وہ بھی آہستہ آہستہ اُتارنی چاہئے۔ چھلکا جس قدر موٹا اُتاریں گے اُتنے ہی وٹامنز اور قوت بخش اجزاء ضائع ہوں گے۔ (۳۹) پالش کئے ہوئے گندم، چاول اور دالوں کا آج کل استعمال عام ہے، آٹا بھی پالش کئے ہوئے گندم ہی کا ملتا ہے، پالش کی وجہ سے اناج کا غذائی ریشہ اور اس کی اُوپری تہ جو وٹامنز سے بھرپور ہوتی ہے برباد ہو جاتی ہے۔ (۴۰) موسمی، سنگترہ وغیرہ کا موٹا چھلکا اُتارنے کے بعد بچی ہوئی باریک جھلی کھا لیجئے۔ (۴۱) حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں: ''انار کے دانے اس کی جھلی کے ساتھ کھانے چاہئیں جو دانوں پر لپٹی ہوتی ہے یہ مقوی معدہ (یعنی معدہ کو طاقت دینے والی) ہے۔

چند عربی ڈکشنریوں کی تاریخ و تعارف

ابن درید

ابوبکر محمد بن الحسن بن دُرید الازدی المعروف ابن دُرید عربی لغت کے مؤلفین و مصنفین میں ابن درید کا نام جانا پہچانا ہے۔ آپ کی ولادت بصرہ میں 223ھ میں ہوئی۔ آپ کا اصل نام محمد ہے۔ ابوبکر آپ کی کنیت ہے۔ دُرید آپ کے دادا کا نام ہے۔ انہی کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ ابن دُرید کے نام سے مشہور معروف ہوئے۔ دُرید دراصل اَدرد کی تصغیر ترخیم ہے۔ ترخیم اس لیے کہ اس کے شروع میں ہمزہ حزف کر دیا گیا ہے تو یہ ادرد سے دُرید بن گیا جیسے کہ اَسود سے سُوید، اَزھر سے زہیر، احمر سے حُمیر وغیرہ بنتے ہیں اَدرد کا معنی ہے جس کے منہ میں دانت نہ ہوں جیسے رجل ادرد یعنی ایسا شخص جس کے منہ میں دانت نہ ہوں۔ (۱) آپ کا نسب اس طرح آپ نے خود بیان فرمایا "أنا محمد بن الحسن بن درید بن عتاھیة بن ختم بن الحسن بن حمامی بن جروبن واسع بن سلمه...... بن یعرب بن قحطانؒ" ابن درید نے کہا کہ میرے آباء و اجداد میں حمامی سب سے پہلے اسلام لائے اور یہ ان (۷۰) ستر سواروں میں سے تھے جو عمان سے مدینہ منورہ کی طرف حضرت عمرو بن العاص کے ساتھ سرکار کے وصال کی خبر سن کر نکلے تھے۔ (۲) امام سیوطی کے نزدیک آپ کی ولادت بصرہ میں ہوئی، یہاں کے علماء سے استفادہ کرنے کے بعد آپ عمان چلے گئے اور تادم مرگ وہیں قیام رکھا۔ (۳)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی ایک خوبیوں سے نواز رکھا تھا۔ ان میں سرفہرست آپ کی قوت حافظہ تھی۔ خطیب بغدادی لکھتے ہیں " کان ابوبکر واسع الحفظ جدًا ما رأیت احفظ منه کان یقرأ علیه دواوین العرب کلها أو اکثرها فیسابق الی اتمامها ویحفظها" (۴) ابوالحسن نے کہا کہ ابوبکر (ابن درید) بہت زیادہ حافظہ کے مالک تھے میں نے ان سے زیادہ قوت حافظہ والا انہیں دیکھا آپ کے سامنے عرب کے دیوان پڑھے جاتے بعض یا اکثر آپ انہیں پورا کرنے اور حفظ کرنے میں سبقت لے جاتے۔

خطیب بغدادی نے ہی اپنی تاریخ میں آپ کے حافظے کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ ابن درید کے ایک استاذ ابوعثمان تھے اور ابن درید کے چچا الحسین بن درید جو کہ ابن درید کی تربیت و کفالت کرتے تھے۔ یہ دونوں اکٹھا کھانا کھاتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے چچا الحسین بن درید اس وقت ان کے پاس آئے جب ان کے استاذ ابوعثمان انہیں حارث بن حلزہ کا قصیدۃ روایت کر رہا تھا ان کے چچا نے کہا کہ اگر آپ یہ قصیدہ حفظ کر لیں تو میں آپ کو فلاں فلاں انعام دوں گا۔ پھر ابن درید کے چچا اور استاد کھانے میں مصروف ہو گئے کھانے کے بعد کچھ انہوں نے گفتگو کی۔ جب وہ مجلس برخاست کر کے میرے پاس آئے تو میں اس وقت تک وہ قصدیہ یاد کر چکا تھا۔ ابن درید کہتے ہیں میں نے اپنے استاذ کو یہ بات بتائی انہیں نے اسے بڑا عظیم جانا انہوں نے مجھے اس کا حافظ پایا میرے استاد نے یہ بات میرے چچا کو بتائی میرے چچا نے جو کچھ مجھے دینے کا وعدہ کیا تھا مجھے دیا۔ (۵) آپ کو " أعلم الشعراء واشعر العلماء" کہا جاتا ہے۔ اور آپ ہی کے متعلق یہ بھی کہا جاتا ہے۔ " کان رأس اهل العلم، والمقوم فی حفظ اللغة والانساب وأشعار العرب" (۶) آپ اہل علم کے سرتاج، لغت انسان اور اشعار عرب کو یاد کرنے میں سب سے آگے تھے۔

آپ نے جن اساتذہ سے اکتساب فیض کیا ان میں ابوحاتم سہل بن بجستانی، ابوعثمان سعید بن ہارون الاشناندانی، ابوالفضل العباس بن الفرج الریاشی عبدالرحمٰن بن عبداللہ ابن اخی الصمعی، الحسین بن درید، ابوعمران الطلابی ابومعاذ اور ابواسحاق ابراہیم بن سفیان الزیادی وغیرہ ہیں۔ (۷)

اسی طرح آپ کے تلامذہ کی فہرست بھی کافی طویل ہے ان میں چیدہ چیدہ یہ ہیں ابو سعید الحسن بن عبداللہ السیرانی ابوعلی اسماعیل بن القاسم القالی، ابوالفرج الاصبہانی، ابوعبداللہ الحسین بن احمد خالویہ، علی بن عیسیٰ النحوی، محمد بن عمران المرزبانی صاحب طبقات الشعراء، ابوالعباس احمد بن علی القاسانی اللغوی وغیرھم۔

آپ کی تصانیف بھی کثیر تعداد میں ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں کتاب الجمھرۃ فی اللغۃ، کتاب السرج اللجام، کتاب الاشتقاق، کتاب الملاحن کتاب صفۃ السحاب والغیث والرواد،

کتاب الوشاح علی نہج، کتاب الانواء، کتاب الامالی، کتاب السلاح اور کتاب اللغات ،نوے (۹۰) سال کی عمر میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا۔لیکن ادویات کے استعمال کے بعد آپ تندرست ہو گئے۔پھر اسی طرح کاروبار حیات کرنے لگے۔تقریباً ایک سال بعد پھر کوئی ناموافق کھانا کھانے کی وجہ سے فالج کا دوبارہ حملہ ہوا۔اوراس مرتبہ آپ کا جسم مفلوج ہوگیا۔تقریباً دو سال اس حالت میں گزارے۔اس دوران بھی آپ کا حافظہ اور عقل ودماغ کام کرتا رہا حتی کہ لغت کا یہ امام بدھ کے روز شعبان ۳۲۱ھ میں بغداد میں داغ مفارقت دے گیا۔آپ کو بنو عباس کے مشہور مقبرہ، مقبرہ خیزران میں دفن کیا گیا۔

ابن خلقان وفیات الاعیان میں لکھتے ہیں کہ اسی دن مشہور معتزلی ابوہاشم عبدالسلام بن ابی علی الجبائی فوت ہوا جب ابن درید کا جنازہ قبرستان میں لایا گیا اسی وقت ابی علی الجبائی کا جنازہ بھی آگیا۔پھر دونوں کو دفن کر دیا گیا لوگوں نے کہا،،الیوم مات علم اللغۃ والکلام،،آج کلام اور لغت کا علم فوت گیا۔(یعنی ہم سے جاتا رہا)جحظہ البرمکی نے آپ کے وصال پر یہ شعر کہے۔

فقدت بابن درید کل فائدة
لما غدا ثالث الاحجار الترب
وكنت ابكي لفقر الجود منفرداً
فصرت ابكي لفقد الجود الاداب ۸

جمهرة اللغة : آپکی تصانیف میں سے عربی لغت پر یہ ایک مفید،معتبر اور مستند کتاب ہے۔ آپ نے یہ کتاب سب سے پہلے فارس میں املاء کروائی۔پھر بعد میں بصرہ اور بغداد میں املاء کروائی مگر فرق یہ تھا کہ بغداد اور بصرہ میں آپ نے ساری کتاب اپنے حافظہ کی مدد سے لکھوائی بغیر کسی کتاب کی مدد لیتے ہوئے۔علامہ السیوطی لکھتے ہیں۔"اء ملی ابن درید الجحرة فی فارس ثم املاها باالبصرة وبغداد من حفظه فلذلک تختلف النسخ،،(۹) کہتے ہیں کہ اس لغت کے مختلف نسخوں میں اختلاف کی وجہ بھی یہی ہے کہ بغداد وبصرہ میں آپ نے فقط حافظے کی بناء پر املاء کروائی تھی۔یہ آپ کا بہت بڑا کمال بھی ہے۔

جمهرة اللغة کی وجہ تسمیہ :لفظ جمہرہ کا معنی ہے،،اجتماع الجمہور،،یعنی

ایسی چیز جس پر جمہور واکثریت کا اتفاق واتحاد ہو۔اپنی کتاب کے لیے ابن درید نے یہ نام کیوں منتخب کیا لکھتے ہیں،،

یعنی ہم نے یہ نام اس لیے چنا ہے کیونکہ اس کتاب کے لیے اہم نے جمہور کلام عرب منتخب کیا اجنبی شاذ کو چھوڑ دیا ہے۔(۱۰)

جمهرة اللغة کا طرز تحریر :ابن درید نے جس طرز پر اپنی کتاب تحریر فرمائی وہ کچھ چیزوں میں امام خلیل سے ملتی ہے اور کچھ میں مختلف ومنفرد ہے ابن درید نے جو باتیں لیں ان میں کلمات کی ابنیہ اور تقلیب ہیں یعنی جس طرح امام خلیل نے کلمات کو ثنائی،ثلاثی، رباعی اور خماسی کی بناؤں کے اعتبار سے لیا ہے تقریباً اس طرح ابن درید نے کلمات کو ترتیب دیا ہے۔اور جس طرح امام خلیل نے ایک مادہ میں قلب کر کے مختلف کلمات بنائے ہے اسی طرح ابن درید نے قلب کا اصول اختیار کیا ہے۔امام خلیل نے اپنی کتاب کی ترتیب مخارج کے اعتبار سے بنائی ہے مگر ابن درید کی ترتیب ہے حروف تہجی کے اعتبار سے ہے۔مگر حروف تہجی والی ترتیب انکی انوکھی ترتیب ہے مثلاً کتاب کا آغاز باب الثنائی الصحیح سے کرتے ہوئے اس میں باب کا آغاز اب ب سے کرتے ہیں۔اسکے بعد ات ت،اث ث،اج ج،اح ح،اخ خ،اد حتی کہ ای ی تک لے جائیں گے پھر ب ت ت،ب ث ث،ب ج ج،ب ح ح،ب خ خ،ب دد،ب ھ ھ تک پھر ت ث ث،ت ج ج،ت ح ح،ت خ خ،ت ی ی تک اس طرح وہ تمام حروف تہجی کی ترتیب سے،،ی،،تک جائیں گے۔

ابواب ثلاثی صحیح کا آغاز مادہ ب ت ث کرتے ہیں ایسے باب کو وہ باب الباء والتاء مع سائر الحروف کا نام دیتے ہیں اس باب میں وہ ث سے لیکر،،ی،تک جائیں گے یعنی آخری کلمہ ب ت ی ہوگا،پھر وہ باب التاء والثاء مع سائر الحروف کا ذکر کریں گے اسکا آغاز ب ت ث،ب ج ج،ب ث ح سے ہوگا اور اختتام ب ث ی پر ہوگا۔

چونکہ ابن درید بھی قلب والا اصول استعمال کرتا ہے اس لیے اس میں الفاظ کی تلاش بھی خاصی محنت طلب ہے مثلاً اگر آپ،لفظ جمہرۃ اللغۃ سے تلاش کرنا ہو تو یہ لفظ آپ کو باب الباء والراء مع سائر الحروف میں ملے گا۔چونکہ ابن درید نے حروف تہجی کی ترتیب کا لحاظ کیا

ہے۔اس لیے لفظ صبر،، میں حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے سب سے پہلے اس لیے لفظ صبر،، میں حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے سب سے پہلے ب پھر ا اور پھر ص آتا ہے لہٰذا وہ اس لفظ کو باب الباء والراء میں ذکر کریں گے۔اسی طرح اگر آپ نے لفظ بَحرُ،، دیکھنا ہو تو وہ آپ کو باب الباء والحاء مع سائر الحروف میں ملے گا کیونکہ لفظ بحر میں حروف تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے پہلے ب پھر ح اور پھر ر آتی ہے اس طرح اگر آپ لفظ علق تلاش کرنا چاہتے ہیں تو یہ آپ کو باب العین والقاف مع سائر الحروف میں ملے گا۔کیونکہ علق میں حروف تہجی کی ترتیب کے لحاظ سے پہلے عین پھر قاف اور پھر لام آتے ہیں اور اسی باب میں آپ کو علق کے ساتھ ساتھ عقل، لقع، لعق وغیرہ مل سکتے ہیں۔اصل کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

اگر چہ بعض علماء نے ابن درید اور انکی کتاب جمهرة اللغة کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ مگر ان کی عربی لغت کے حوالہ سے خدمات اور انکی کتاب کی عظمت کو پس پشت نہیں ڈالا جا سکتا ہے۔جیسا کہ صاحب مقدمہ صحاح نے لکھا،،ومع ماقیل فی ابن درید فانه احدائمة اللغة الذين خدموا العربية اجل الخدمات ومع ماقيل في ،، الجمهرة ،، فانه معجم عظيم "(۱۱)

حوالہ جات

۱ افریقی ،ابن منظور ،لسان العرب بزیل مادہ ،،درد،،
۲ خطیب البغدادی ،تاریخ بغداد ،مکتبه سلفیه ،مدینه منوره ،ج ۴ ص ۱۹۵ .
۳ السیوطی ،بغیة الوعاة ،دار الفکر ،بیروت .۱۹۷۹ ،ج ۱ ،ص ۷۶
۴ خطیب البغدادی ،ایضاً ،ص ۱۹۶
۵ ایضاً (۶) ایضاً
۷ ابن درید ،جمهرة العرب ،مکتبة المثنی ،بغداد ،ج ۱ ،ص ۵
۸ ابن فلقان ،وفیات الاعیان ،دار صادر ،بیروت ،ج ۴ ،ص ۳۲۸
۹ خطیب البغدادی ،ایضا ص ۷۷.
۱۰ ابن درید، ایضاً ، ۴
۱۰ عطار ،احمد عبدا لغفور ،مقدمه صحاح ،دار العلم للملا یین ،بیروت ، ص،۸۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرفات میں گلستان نصیر

بنام

نعیم مہرو رضا

گل چیدم عطر کشیدم

بچہ کار آیدت زگل طبقے؟ — از گلستان من ببر ورقے
گل ہمیں پنج روز شش باشد — ویں گلستان ہمیشہ خوش باشد
پھولوں کا طبق تیرے کس کام آئے گا — میری گلستان کا ایک ورق لے جا
پھول یہی پانچ چھ روز رہے گا — اور یہ گلستان ہمیشہ تازہ رہے گا
(حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ)

پریشان پھول افسردہ شگوفے منتشر کلیاں — بہار آئے تو رنگ گلستان ایسا بھی ہوتا ہے
پیدا کہاں ہیں ایسے پراگندہ طبع لوگ — افسوس! تم کو میر سے صحبت نہیں رہی

﴿تراشہ نمبر ۱﴾

صدر الشریعہ مولانا امجد علی قدس سرہ العزیز طواف وسعی کرنے والوں کیلئے ایک ضروری نصیحت فرماتے ہیں......

بدنگاہی ہمیشہ حرام ہے نہ کہ احرام میں نہ کہ موقف یا مسجد الحرام میں نہ کہ کعبہ معظمہ کے سامنے نہ کہ طواف بیت الحرام میں یہ تمہارے بہت امتحان کا موقع ہے۔

عورتوں کو حکم دیا گیا کہ یہاں منہ نہ چھپاؤ اور تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ ان کی طرف نگاہ نہ کرو یقین جانو کہ یہ بڑے غیرت والے بادشاہ کی باندیاں ہیں اور اُس وقت تم اور وہ خاص دربار میں حاضر ہو بلاتشبیہ شیر کا بچہ اس کی بغل میں ہو اُس وقت کون اُس کی طرف نگاہ اُٹھا سکتا ہے تو اللہ

واحد قہار کی کنیزیں کہ اُس کے خاص دربار میں حاضر ہیں۔

اُن پر بدنگاہی کس قدر سخت ہوگی۔

وللہ المثل الاعلٰی ہاں ہاں ہوشیار ایمان بچاتے ہوئے قلب ونگاہ سنبھالتے ہوئے حرم وہ جگہ ہے جہاں گناہ کے ارادہ پر پکڑا جاتا اور ایک گناہ لاکھ گناہ کے برابر ٹھہرتا ہے۔

الٰہی خیر کی توفیق دے (آمین) (بہار شریعت ج اوّل)

۱ صحرا کی ریت پیاس کی شدت سے جل اٹھی
دریا پہ حُسنِ فیض کا بادل دکھائی دے

۲ ہمارے ساتھ دریا بہہ رہا ہے
زمینیں اپنی بارانی ہیں پھر بھی

۳ قد تنکر العين ضوء الشمس من رمدٍ
وينكر الفم طعمم الماء من سقم

بعض اوقات آدمی آشوب چشم کی وجہ سے سورج کی روشنی کا انکار کرتا ہے اور بیمار ہونے کے سبب سے پانی کے میٹھے ذائقے کا انکار کردیتا ہے۔

لا يمدحنّ امرأ حتّٰى تجربه
ولا تذمنّه من غير تجريب

جب تک آپ کسی شخص کو ذاتی طور پر آزما نہیں لیتے تب تک بغیر تجربہ کے تم اس کو اچھا کہو نہ بُرا۔

رفق ومہربانی

تبلیغ اور رشد وہدایت میں نرمی اور شفقت کا رویہ اپنانے کے بڑے اچھے اثرات اور نتائج مرتب ہوتے ہیں۔

﴿تراشہ نمبر۳﴾

کتاب

لوگ چار چار کروڑ کے گھر تو بنا لیتے ہیں مگر پورے گھر میں کام کی چار کتابیں تک نہیں ہوتیں۔............احمد فراز

ہم نشینے بہ از کتاب مخواہ — کہ مصاحب بود گہر و بے گاہ
ایں چنیں ہمدم و رفیق کہ دید؟ — کہ نہ رنجید و ہم نہ رنجانید

کوئی کتاب توں چنگا بیلی نہ تے نہ کوئی سہیلی — رہوے ہاتھ کولے و لیے جیویں خوشبوتاں چنبیلی
کہے پنداں بھلادی یار سہیلی کس دیکھی ہوا لبیلی — نہ رُسّن دیندی تینوں نہ اُس کے رہوے اس کی

﴿تراشہ نمبر۴﴾

مدینہ منورہ کے نام

أرض الله	الإيمان	البارّة	البرّة
البحيرة	الجابرة	الجنة الحصينة	الحبيبة
حرم رسول الله	حسنة	الخيرة	الدار
دار الايمان	دار السنة	دار السلام	دار الفتح
الدرع الحصينة	البحيرة	الحرم	دار الابرار
دار الهجرة			

کامیابی کے سنہری اصول بزبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ محمد ممتاز احمد (متعلم موقوف علیہ)

۱) حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں ایمان سے ہیں کہ تنگ دستی میں خرچ کرنا، عام لوگوں کو سلام کرنا، اپنے نفس سے انصاف کرنا۔

۲) حضرت قضار بن عبید بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین قسم کے لوگ فقر میں مبتلا ہوں گے، ایسا امام کہ تم اس کے ساتھ نیکی کرو تو وہ شکر نہ کرے، اگر تم غلطی کرو تو وہ معاف نہ کرے۔ اور ایسا پڑوسی کہ اگر وہ اچھائی دیکھے تو اُس کو چھپائے اگر وہ برائی دیکھے تو اس کا چرچا کرے۔

۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کو تین اوصاف دیئے گئے جو غصہ اور خوشی کی حالت میں عدل کرے، فقر اور غنا کے حال میں میانہ روی سے رہے خلوت اور جلوت میں اللہ سے ڈرتا ہو؟۔

۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے تین چیزوں کی حفاظت کی وہ میرا برحق دوست ہے اور جس نے ان تین چیزوں کو ضائع کر دیا وہ میرا برحق دشمن ہے۔ نماز، روزہ، جنابت۔

۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص میں تین خصلتیں ہونگی اللہ تعالیٰ اس سے آسان حساب لے گا، اور اپنی رحمت سے اُس کو جنت میں داخل کرے گا۔

جو تم کو محروم کرے اُس کو عطا کرو۔ جو تم پر ظلم کرے اُس کو معاف کرو

جو تم سے تعلق توڑے اُس سے تعلق جوڑو۔

۶) حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں تین خصلتیں ہوں وہ ابدال میں سے ہے۔ (۱) وہ تقدیر پر راضی ہو (۲) جن چیزوں کو اللہ نے حرام کیا ان پر صبر کرے (۳) اللہ تعالیٰ کی ذات کی وجہ سے غضب ناک ہو۔

قربانی احادیث کی روشنی میں

۱...... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یوم النحر (دسویں ذی الحجہ) میں ابن آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (یعنی قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ، بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک قبول ہو جاتا ہے لہٰذا اسے خوش دلی سے کرو۔

(ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

۲...... صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ فرمایا تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا ہر بال کے برابر نیکی ہے عرض کی اون کا کیا حکم ہے؟ فرمایا! اون کے ہر بال کے بدلے میں بھی نیکی ہے۔ (ابن ماجہ)

ماہنامہ عرفات

ذوالقعدہ ۱۴۲۷ھ مطابق دسمبر 2006ء

فقہ القرآن والحدیث

قرآن وسنت کی روشنی میں ''تحفظ خواتین بل کا تجزیہ''

مولانا مفتی منیب الرحمٰن

''قرآن کو گانے کے لہجے میں پڑھنا کیسا ہے؟'' دارالافتاء

مولانا مفتی عبدالعلیم سیالوی

پاکستان کا نظام غیر اسلامی ہے

چودھری رحمت علی

چند عربی ڈکشنریوں کی تاریخ وتعارف

مولانا محبوب احمد شرقپوری

قیام پاکستان علماء ومشائخ کرام کی شاندار خدمات

پروفیسر غلام سرور رانا

تصوف کی ضرورت واہمیت

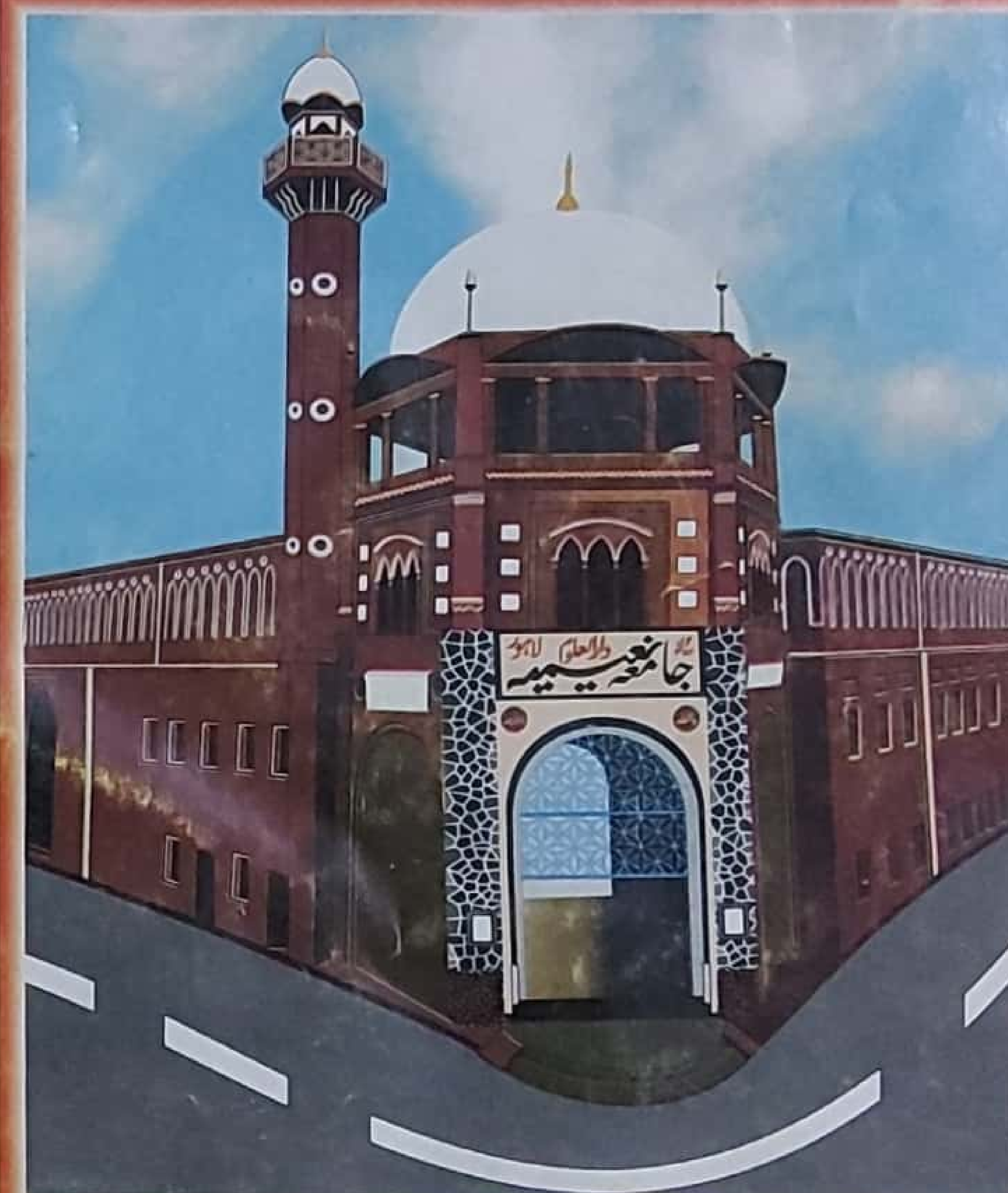
علامہ رشید احمد مرتضائی

ادارہ عرفات، جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور

Monthly ARAFAT Lahore

REGD.LRL.NO.171 Ph:6309614

عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ



DAR-UL-ULOOM JAMIA NAEEMIA LAHORE

ALLAMA IQBAL ROAD, GARHI SHAHU LAHORE.